الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد 25 | جمعۃ المبارک 02 رفروری 2018ء | 15 جمادی الاوّل 1439 ہجری قمری ❁ 02 تبلیغ 1397 ہجری شمسی | شمارہ 05

افضل ترین شخص

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ افضل ترین شخص کون ہے؟۔
فرمایا: مخموم القلب یعنی متقی اور پاک دل اور صدوق اللسان یعنی زبان کا سچا اور کھرا شخص۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الورع)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

کیا خدا کی شان کے لائق ہے کہ تم سے وعدہ کرے کہ خلیفے تم میں سے پیدا کرے گا ان کی مانند جو پہلے گزرے پھر اپنے وعدہ کو بھول جائے اور عیسیٰ کو آسمان سے اتارے۔ خدا تعالیٰ تمہارے ان افتراؤں سے پاک اور برتر ہے۔ کیا سبب ہے کہ اس کی دوستی کا دم بھرتے ہو لیکن اس کا حکم نہیں مانتے اور طاعون تمہارے گھر کے قریب پہنچ گئی اور کوئی نہیں جانتا کہ آئندہ سال میں اس کے سر پر کیا گزرے گا۔ پس کفر کو اس حد تک نہ پہنچاؤ اور خدا کی طرف آؤ کہ آخر اسی کے پاس جانا ہے۔

’’اے عقل والو! امید نہ رکھنا کہ کوئی آسمان سے اترے گا اور جان لو کہ یہ وہی دن ہے جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا۔ اور خدا نے مومنوں سے وعدہ کیا تھا کہ ان کو موسیٰ کی شریعت کے خلیفوں کی مانند خلیفہ بنائے گا۔ یہاں سے واجب ہوا کہ آخری خلیفہ عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر آئے گا اور اسی اُمّت میں سے ہوگا اور تم قرآن پڑھتے ہو کیا نہیں سمجھتے۔ یہ خدا کا وعدہ تھا پس خدا کے وعدہ کو جھوٹوں کے وعدوں کی طرح نہ سمجھو اور خدا کا وعدہ کس طرح پورا ہو بغیر اس کے کہ مسیح تم میں سے ظاہر ہو۔ کیوں خدا کی آیتوں میں فکر اور تدبّر نہیں کرتے۔ کیا خدا کی شان کے لائق ہے کہ تم سے وعدہ کرے کہ خلیفے تم میں سے پیدا کرے گا ان کی مانند جو پہلے گزرے پھر اپنے وعدہ کو بھول جائے اور عیسیٰ کو آسمان سے اتارے۔ خدا تعالیٰ تمہارے ان افتراؤں سے پاک اور برتر ہے۔ کیوں مسیح موعود کے حق میں لڑتے ہو اور اس پر اصرار کرتے ہو کہ وہ وہی مسیح ابن مریم ہوگا حالانکہ تم خدا کی کتاب پڑھتے ہو پھر غافل ہو۔ اور خدا نے ہم میں اور تم میں فیصلہ کر دیا ہے اور پرہیزگاروں کے لئے نشانوں کو کھول دیا ہے اور خدا چاہتا ہے کہ مومنوں کی حمایت کرے اور صلیب کے فتنوں کو دفع کرے کیا تم پسند نہیں کرتے۔ اور خدا کی یہ عادت ہے کہ اپنے بندوں کو فتنوں کے طوفان کے وقت بھیجتا ہے۔ یہ بات عالموں سے پوچھ لو اگر شک ہے۔ کیا تم طمع رکھتے ہو کہ مسیح تمہارے گمان کے موافق آسمان سے اترے اور خدا کی سنّت پہلے اس سے گزر چکی کیا تم نہیں جانتے۔ ہرگز کوئی رسول اس طرح سے نہیں آیا جس طرح گمان کرنے والوں نے جانا۔ پس تم کس طرح توقع رکھتے ہو۔ اور تم سے پہلے یہودیوں کا گمان تھا کہ ان کا مسیح نہ آئے گا جب تک کوئی پیغمبر آسمان سے نہ اتر لے۔ خدا نے ان کے اس گمان کو سچا نہ کیا اس لئے ابن مریم کا انکار کیا اور اب بھی یہی کہتے ہیں۔ اور اسی طرح گمان کیا کہ مثیل موسیٰ بنی اسرائیل میں سے ہوگا مگر جس وقت وہ موعود بنی اسماعیل میں سے پیدا ہوا اس کو نہ مانا اور اب تک نہیں مانتے۔ خدا کی عادتوں میں سے یہ ایک عادت ہے کہ پیشگوئی کے بعض اجزا کو ظاہر کر دیتا ہے اور بعض کو مخفی رکھتا ہے۔ پس جن لوگوں کے دل ٹیڑھے ہوتے ہیں مخفی حصہ کو اپنے انکار کے لئے سند پکڑتے ہیں اور جو حصّہ ظاہر ہوا اس سے منہ پھیرتے ہیں اور فکر نہیں کرتے کہ شاید وہ امتحان ہو ان کے لئے۔ اور اس جیسے بہت سے واقعات گزرے لیکن نہیں پڑھتے۔ اے عقل والو! قرآن کی راہ کے سوا اور کوئی راہ اختیار مت کرو اور یہ نہ کہو کہ عیسیٰ آسمان سے اترے گا۔ باز آجاؤ یہی تمہارے حق میں اچھا ہے۔ اے مسلمانو! تم نے تو وہ عقیدہ اختیار کیا ہے جس کی مثال نبیوں میں نہیں اور ہم نے وہ عقیدہ اختیار کیا ہے کہ رسولوں اور برگزیدوں میں اس کی نظیریں بے شمار ہیں۔ پس ان دونوں فریقوں میں سے امن کا حق دار اور صدق وصفا کے نزدیک کونسا ہے۔ اور اس سے پہلے کوئی نبی آسمان سے نازل نہیں ہوا تم کس طرح انتظار کرتے ہو۔ یہود بھی تمہارے جیسا اعتقاد رکھتے تھے کہ الیاس مسیح سے پہلے آسمان سے نازل ہوگا اور اس عقیدہ پر اصرار کرتے تھے اور جس وقت مسیح آیا اس کی تکذیب کی اور کہا اس کو کس طرح قبول کریں کیونکہ ابھی الیاس نہیں اترا اور ضرور ہے کہ سچا مسیح الیاس کے نزول کے بعد نازل ہو اور ہم اس کے منتظر ہیں۔ پس عیسیٰ نے ان کا گمان ردّ کیا اور کہا کہ حضرت یحییٰ جو میرے سے پہلے بھیجا گیا ہے وہی الیاس ہے اگر قبول کرو۔ پس نہ قبول کیا اور حضرت عیسیٰ کا انکار کیا۔ پس خدا ان پر غضبناک ہوا اور ان پر لعنت بھیجی اور ان کے کفر پر طاعون ان پر بھیجا۔ باوجود اس کے پھر تم نے یہود کے عقیدہ کی پیروی کی کہ مسیح آسمان سے اترے گا۔ کیا یہودیوں نے تم کو وصیت کی یا دل اور آنکھ ان جیسے ہوگئے۔ تمہاری اور ان کی ایک خواہش ہوگئی اور قریب ہے کہ تم کو بھی وہی سزا ملے جو ان کو ملی۔ پس خدا سے ڈرو اور مغضوب علیہم قوم کی راہ نہ چلو ورنہ تم پر عذاب ہوگا۔ اور تم سورۃ فاتحہ کو پڑھتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ خدا نے ان یہودیوں کا نام مغضوب علیہم رکھا اور سورۃ فاتحہ میں تم کو اس بات سے ڈرایا کہ تم ان جیسے ہو جاؤ۔ اور تم کو یاد دلایا کہ وہ طاعون سے ہلاک کئے گئے تمہیں کیا ہو گیا کہ تم خدا کے حکموں کو بھول گئے اور اس سے نہیں ڈرتے۔ خدا تعالیٰ کی کلام میں غور نہیں کرتے کہ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ فرمایا غَیۡرِ الۡیَھُوۡد نہیں فرمایا کیونکہ اس میں اشارہ اس عذاب کی طرف ہے جو اُن کو پہنچا اور جو تمہیں پہنچے گا اگر تم باز نہ آئے۔ پس کیا ممکن ہے کہ تم بچے رہو۔ اور یہ بڑی اطلاع ہے اور اس کے نشان ظاہر ہوگئے اور اس میں ان کے لئے نشان ہے جو فکر کرتے ہیں۔ اور خدا یہودیوں پر اس بات سے غصہ ہوا جب انہوں نے کہا کہ ہمارا موعود آسمان سے نازل ہوگا پھر اس کے بعد مسیح نازل ہوگا۔ پس خدا نے عیسیٰ کی زبانی فرمایا کہ یہ باطل پرست قوم ہے۔ اب تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اسی بات کے امیدوار ہو جسے خدا نے اس سے پہلے باطل قرار دیا اور ثابت ہے کہ مومن ایک ہی سوراخ سے دوبار نہیں کاٹا جاتا اور یہ کہ دوسروں سے عبرت پکڑتا ہے تا ملامت کا نشانہ نہ بنے۔ کیا تم اس مشابہت کو اپنی زبان سے اور نزول کے عقیدہ پر غُلو کرنے سے کامل کرتے ہو اور تم جانتے ہو کہ مسیح نے اس رائے کے خلاف کیا ہے۔ پس کیا سبب ہے کہ اس کی دوستی کا دم بھرتے ہو لیکن اس کا حکم نہیں مانتے۔ اور طاعون تمہارے گھر کے قریب پہنچ گئی اور کوئی نہیں جانتا کہ آئندہ سال میں اس کے سر پر کیا گزرے گا۔ پس کفر کو اس حد تک نہ پہنچاؤ اور خدا کی طرف آؤ کہ آخر اسی کے پاس جانا ہے‘‘۔ .... (خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 100 تا 105۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے اِذن سے جلسہ سالانہ کا جب اعلان فرمایا تھا تو وہ مقاصد بھی بیان فرمادیئے تھے جن کے لئے یہ جلسے منعقد کئے جائیں گے اور ان کا خلاصہ وہ دو بڑے مقاصد تھے جس کے لئے اللہ تعالیٰ دنیا میں انبیاء بھیجتا ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کی پہچان اور اس کے حقوق کی ادائیگی اور ایک انسان کے جو دوسرے انسان پر حقوق ہیں ان کی ادائیگی کی طرف توجہ۔پس ان دنوں میں جو جلسے کے دن ہیں ہر احمدی کو جو جلسہ میں شامل ہورہا ہے بلکہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے تمام دنیا کے احمدی اس میں شامل ہورہے ہیں یہ باتیں اپنے پیش نظر رکھنی چاہئیں جو آپ ہم میں پیدا کرنی چاہتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے جلسہ سالانہ کے مقاصد کا تذکرہ اوران کے حصول کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تاکید۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 28رجولائی 2006ء بروز جمعۃ المبارک سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، آلٹن میں افتتاحی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ. أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (الانفال:30)۔

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے جلسہ سالانہ کا جب اعلان فرمایا تھا تو وہ مقاصد بھی بیان فرمادیئے تھے جن کے لئے یہ جلسے منعقد کئے جائیں گے اور ان کا خلاصہ وہ دو بڑے مقاصد تھے جس کے لئے اللہ تعالیٰ دنیا میں انبیاء بھیجتا ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کی پہچان اور اس کے حقوق کی ادائیگی اور ایک انسان کے جو دوسرے انسان پر حقوق ہیں ان کی ادائیگی کی طرف توجہ۔اور ان دو امور کی اعلیٰ ترین تعلیم اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے دی ہے اور اس زمانے میں اس کی حقیقت حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے براہ راست اس تعلیم کا صحیح اور حقیقی فہم و ادراک پا کر ہم پر کھولی ہے اور واضح کی ہے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے دین کو سمجھ کر اس پر مکمل عمل کرتے ہوئے اسے اپنی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔پس ان دنوں میں جو جلسے کے دن ہیں ہر احمدی کو جو جلسہ میں شامل ہو رہا ہے بلکہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے تمام دنیا کے احمدی اس میں شامل ہو رہے ہیں یہ باتیں اپنے پیش نظر رکھنی چاہئیں جو آپ ہم میں پیدا کرنی چاہتے ہیں۔

پہلی بات یہ بتائی کہ ’’دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں‘‘۔(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد6 صفحہ 394) پس یہی وہ نسخہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی بڑھے گا اور جن حقوق و فرائض کی طرف ہمیں اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے ان کی ادائیگی کی طرف توجہ بھی ہوگی۔

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’شیطان کے وساوس بہت ہیں اور سب سے زیادہ خطرناک وسوسہ اور شبہ جو انسانی دل میں پیدا ہو کر اُسے خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ کر دیتا ہے آخرت کے متعلق ہے کیونکہ تمام نیکیوں اور راستبازیوں کا بڑا بھاری ذریعہ منجملہ دیگر اسباب اور وسائل کے آخرت پر ایمان بھی ہے اور جب انسان آخرت اور اس کی باتوں کو قصہ اور داستان سمجھے تو سمجھ لو کہ وہ رد ہو گیا اور دونوں جہانوں سے گیا گزرا ہوا۔اس لئے کہ آخرت کا ڈر بھی تو انسان کو خائف اور ترساں بنا کر معرفت کے سچے چشمہ کی طرف کشاں کشاں لے آتا ہے اور سچی معرفت بغیر حقیقی خشیت اور خداترسی کے حاصل نہیں ہوسکتی۔ پس یاد رکھو کہ آخرت کے متعلق وساوس کا پیدا ہونا ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے اور خاتمہ بالخیر میں فتور پڑ جاتا ہے۔‘‘(ملفوظات جلد 1 صفحہ 54-53۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس جب تک ہمارے دل آخرت پر یقین کرتے ہوئے اس کی طرف نہیں جھکیں گے، ایک خدا کی طرف نہیں جھکیں گے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے وسوسے پیدا ہوتے رہیں گے اور جب ان وسوسوں کی وجہ سے ایمان اور یقین کی کمی ہوگی تو پھر اُن اعمال کی بجا آوری میں بھی رخنہ پیدا ہوگا جو تقویٰ پر چلانے والے اعمال ہیں جن میں حقوق اللہ بھی ہیں اور بندوں کے حقوق بھی ہیں۔اللہ تعالیٰ کے تمام جو دوسرے احکامات ہیں ان پر عمل درآمد بھی ہے۔جیسا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر آخرت پر ایمان میں کمی ہے تو پھر سچی معرفت جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے وہ پیدا نہیں ہوگی۔

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اس زمانے میں وہ امام ملا جس نے اس اہم امر کو ہم پر روشن اور واضح فرمایا جیسا کہ آخرت کے لفظ سے ظاہر ہے اور قرآن کریم کی بعض آیات سے بھی پتا لگتا ہے کہ آخرت مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے یا قیامت کا وقت ہے جب سب حساب کتاب ہوگا اور نیک اعمال کا اچھا بدلہ ملے گا، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی اور بد اعمال کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے سزا ہوگی اور کسی قسم کی کوئی بے انصافی نہیں ہوگی اور ہر عمل کھلا کھلا آخرت میں سامنے نظر آئے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا یعنی اور جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا اسے اپنے سامنے حاضر پائیں گے۔پس جب انسان میں یہ احساس پیدا ہوجائے کہ میرا کوئی عمل بغیر حساب کے نہیں رہنا اور ہر عمل سامنے آجانا ہے تو یہی چیز آخرت کے احساس کو اس کے فہم کو دل میں بڑھائے گی اور پھر انسان دونوں قسم کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔اور یہ تقویٰ کی راہیں ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کے راستے متعین کرتی ہیں۔اور جب ان راستوں پر چلتے ہوئے آخرت کی فکر ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ ہمیں خوشخبری دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ (الحدید:21)۔یعنی ان آخرت کی فکر کرنے والوں اور اس وجہ سے اس کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رضائے الٰہی مقرر ہے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ آخرت کی فکر رکھتے ہوئے ایسے کام سرانجام دیں اور جلسے کے اس مقصد کو پورا کریں جس کے لئے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلایا ہے اور اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اللہ کی مغفرت اور رضا کی چادر میں لپٹے رہیں۔اس آخرت کی طرف جھکنے کے لئے پھر آپ نے مزید کھول کر ہمیں فرمایا کہ یہ آخرت مکمل طور پر تمہارے پیش نظر تب سمجھی جائے گی جب تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہوگا۔خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہوگا۔(ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد6 صفحہ 394) زہد اور پرہیزگاری پیدا ہوگی۔تو تقویٰ یہی ہے کہ اپنے اندر خدا کا خوف رکھتے ہوئے ہر اس چیز سے اپنے آپ کو بچاؤ جس سے بچنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ان چیزوں سے بچتے ہوئے اس راستے پر چلو جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا راستہ ہے اور یہی چیز اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضا دلانے والی بنے گی۔

پس اگر ہمارے اندر خدا تعالیٰ کا خوف ہے تو جیسا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہمیں اپنے اندر زُہد پیدا کرنا ہوگا۔اور زُہد کیا ہے۔زُہد یہ ہے کہ آخرت کی محبت کی وجہ سے دنیا سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دینا۔ یہ ہے عبادت کا وہ معیار جو حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا ہوتا ہے۔ اگر ہماری عبادتیں صرف اپنی ضرورت کے وقت، اپنی تکلیفوں کے وقت اپنی خواہشات کے حصول کے لئے ہیں تو یہ عبادتیں ایک زاہد کی عبادتیں نہیں کہلاسکتیں۔یہ اس لئے نہیں ہیں کہ ہمارے دل آخرت کی طرف بکلّی جھکے ہوئے ہیں۔یہ عبادتیں اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہمیں مجبور کر رہی ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں۔ہماری عبادتیں اس لئے نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنے کے لئے عبادت کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ (الذاریات:57)۔ یعنی میں نے جنّ اور انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’پس اس آیت کی رو سے اصل مدّعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے‘‘۔(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 414) پس ان دنوں میں جو جلسے کے یہ تین دن ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق اس زہد کا نمونہ بننے کی ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے تا کہ ہماری نمازیں، ہماری عبادتیں خدا تعالیٰ کی خاطر ہوں نہ کہ صرف ضرورت پڑنے پر اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے ہوں۔ اور جب یہ حالتیں ہماری نمازوں، ہماری عبادتوں کی ہو جائیں گی تو تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق اور آپ کی خواہش کے مطابق پرہیزگاری کا بھی نمونہ بنیں گے اور تقویٰ کی راہوں پر بھی چلنے والے ہوں گے۔

پھر آپ ہمیں یہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب آخرت کی تمہیں فکر ہوگی تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر قربانیوں کی بھی تمہیں فکر ہوگی اور آپ کا ہمیں اس جلسہ پر بلا کر اس طرف بھی توجہ دلانا مقصود تھا کہ ان مہمات میں جو دین کی ترقی کے لئے ضروری ہیں ان میں شامل ہوں اور سرگرمی دکھائیں۔

آج یہ دینی مہمات کیا ہیں؟ یہ وہ دینی مہمات ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد اکبر کا نام دیا ہے۔(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح جلد اوّل صفحہ 183 کتاب الایمان مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

یہ جہاد کوئی بندوقوں یا توپوں یا گولوں کے استعمال کا جہاد نہیں ہے۔ نہ یہ اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے شہری آبادیوں کو خون میں نہلا کر معصوم بچوں اور عورتوں کی جانیں ضائع کرنے کا جہاد ہے۔ہم تو مسیح محمدی کے ماننے والے ہیں ان چیزوں سے پاک ہیں۔ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جس جہاد کی طرف بلاتے ہیں اور مسیح محمدی نے جن دینی مہمات میں ہمیں سرگرمی اختیار کرنے کا کہا ہے وہ قرآن کریم کی تعلیم کو اپنے اوپر بھی لاگو کرنا ہے اور دنیا کو بھی بتانا ہے۔ اپنے آپ کو تبلیغ کے میدان میں جھونکنا ہے۔اس کے لئے اپنی روحانیت کو تیز کرنا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شامل حال رہے۔اور پھر اس جہاد کو کرنے کے لئے قرآنی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے اور اس کی اشاعت کے لئے مالی قربانیوں میں بھی ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور یہ قربانیاں کرتے ہوئے بڑھتے چلے جانے کے طریقے اور سلیقے سیکھنے ہیں۔ یہ تعلیم ہم نے مشرق کو بھی دینی ہے اور مغرب کو بھی دینی ہے۔مسلمانوں کو بھی پرانی تعلیم کی اعلیٰ قدروں کی حقیقت سے آگاہ کرنا ہے اور دوسرے مذاہب والوں کو بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم کے حسن سے روشناس کروانا ہے۔ دنیا کو بتانا ہے کہ آج جو تم سب اکٹھے ہو کر غریب ملکوں اور اسلامی ملکوں کے حقوق چھین رہے ہو ان کی تباہی کے درپے ہو۔اور آجکل دیکھ لیں کہ جس طرح اسرائیل نے نہتّے شہریوں، بچوں، عورتوں، بوڑھوں کا خون کیا ہے اور جس طرح بعض مغربی ممالک کی حکومتیں ان کا ساتھ دے رہی ہیں اور ان پر اپنا ہاتھ رکھا ہوا ہے اور پھر اس کو حق کی خاطر اور دفاع کی خاطر جنگ کہا ہے۔ یہ حق نہیں بلکہ حق چھیننا ہے۔ظلم سے فضا کو سیاہ کرنا ہے۔ روشنیوں کو اندھیروں میں بدلنا ہے۔زید کا گناہ بکر کے سر ڈال کر اس کی معصوم عورتوں اور بچوں کو سسکیوں اور آہوں میں مبتلا کرنا ہے۔ان لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ تمہیں آخرت کی فکر اس لئے نہیں کہ تم سمجھتے ہو کہ یہ سسکیاں اور آہیں بیکار جائیں گی۔نہیں، ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ مظلوم کی آہیں کبھی بیکار نہیں جاتیں۔اس لئے ان ظلموں سے باز آؤ۔اپنی ڈھٹائی اور بیہودگی کو چھوڑ دو۔آج ہر احمدی کو اپنے ماحول میں ہر ایک کو یہ بتانا ہے کہ ان ظلموں کے

خلاف اپنی آواز اٹھاؤ کہ یہ ظلم ایک جگہ پر ٹکے رہنے والے نہیں بلکہ تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لینے والے ہیں۔ اس لئے اٹھو اور حق کا ساتھ دو۔ ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ حق لینے اور حق پر چلنے کی تعلیم کیا ہے۔ یہاں بھی معزز مہمان بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ جہاں تک ان کا اثر ورسوخ ہے ان کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اگر دنیا کو تباہی سے بچانا ہے تو پھر حق کی پہچان کریں اور حق کی طرف چلانے کے لئے اپنی حکومتوں کو مائل کریں۔ حق لینے اور حق پر چلنے کی تعلیم تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بتائی ہے۔ وہ ہم سے سیکھیں۔ اگر دنیا میں انصاف اور امن کی فضا چاہتے ہیں تو ہماری بات سنیں۔ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے اور حق لینے اور حق دینے کے لئے ہمیں مسلمانوں کو بھی یہ بتانا پڑے گا کہ اے مسلمانو! تم بھی اس مسیح محمدی کے قدموں میں آ ؤ اور اے مغرب میں رہنے والو اور مختلف مذاہب کے ماننے والو! تم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق کے پیغام کو سنو اور اس کی بات مانو۔

پس یہ کام ہے احمدی کا اور ان دینی مہمات کو سیکھنے کے لئے ہر احمدی کو اپنے دینی علم میں بھی اضافہ کرنا ہے اور مال اور وقت کی قربانیوں کی طرف بھی توجہ دینی ہے اور اپنی روحانیت کے معیار کو بھی بڑھانا ہے اور آخرت کی فکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا صحیح عباد تگزار بھی بننا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ خدا ترسی بھی اپنے اندر پیدا کرو اور نرم دلی کا بھی نمونہ بن جاؤ (ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394) کیونکہ خدا کی خاطر جب اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے نرم دلی کرو گے تو اس سے تمہارے تقویٰ ہی میں ترقی ہوگی۔ نرم دل ہونے سے ہی ایک دوسرے کے جذبات کو سمجھنے کا موقع ملے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں خاص طور پر اس کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ان جلسوں پر آنے کا مقصد تبھی پورا ہو گا جب تمہارے اندر نرم دلی ہو گی۔ یہ اس لئے کہ دوسروں کے لئے جب نرم گوشہ ہو گا تو ان کا حق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ پیدا ہو گی۔ اور پھر جب اللہ تعالیٰ سے انسان اپنے لئے نرمی چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نرم سلوک کو حاصل کرنے کے لئے، اس کی مغفرت چاہنے کے لئے اپنے بھائیوں کے لئے بھی نرم دلی کے نمونے دکھانے ہوں گے ورنہ اللہ تعالیٰ سے کس منہ سے مانگ سکتے ہیں۔ کیا یہ کہہ کر اللہ کے حضور جائیں گے کہ میرا دل تو سخت ہے۔ مَیں تو اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے دل کو دوسروں کے لئے نرم نہیں کر سکتا لیکن تجھ سے مَیں یہ دعا کرتا ہوں، تجھ سے میں یہ مانگتا ہوں، تجھ سے توقع رکھتا ہوں کہ میرے ساتھ کبھی سخت گیری کا معاملہ نہ کرنا۔ تو یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اپنے لئے تو کچھ اَور توقع رکھتے ہوں اور دوسروں کے لئے کچھ اَور۔ اللہ تعالیٰ کو تو ایسے عمل پسند نہیں ہیں۔ ہمیں تو یہ حکم ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کرتے اپنے بھائی کے لئے پسند نہ کرو۔ جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو اپنے بھائی کے لئے پسند کرو۔ نرمی سے ایک دوسرے سے معاملہ کرنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے۔ نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی کا جتنا اجر دیتا ہے اتنا کسی اور نیکی کا نہیں دیتا۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الرفق حدیث 6601)

ان دنوں میں جو سخت طبیعتوں والے لوگ ہیں جن لوگوں نے اپنی سخت گیری کی وجہ سے دوسروں سے تعلقات بگاڑے ہوئے ہیں ان کو بھی توجہ کرنی چاہئے وہ اس جلسہ میں آ کر اس کی برکتوں سے تبھی فیضیاب ہو سکتے ہیں جب اپنی طبیعتوں میں نرم دلی پیدا کرتے ہوئے ایک دوسرے سے پیار اور محبت کے تعلق قائم کریں۔ مہمان اور میزبان دونوں جلسے کی برکتوں کو سمیٹنے کے لئے کسی بری لگنے والی بات سے بھی درگزر کریں جیسا کہ مَیں خطبہ میں بھی کہہ چکا ہوں۔ حسن سلوک کریں۔ اور کبھی کوئی ایسی بات نہ کریں جو دوسرے کی دل آزاری کا باعث ہو اور پھر اس ماحول میں یہ جو تربیت ہے یا ٹریننگ ہے اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں۔ اگر نرم دلی ایک دوسرے کے لئے پیدا ہو جائے تو ہمارے معاشرے میں محبت اور بھائی چارے کی فضا زیادہ تیزی سے پروان چڑھنے لگ جائے گی۔ ہم یہ جو نعرہ لگاتے ہیں ہم اس کا عملی نمونہ بن جائیں گے۔ ہمارا بچہ بھی ہمارا بوڑھا بھی ہمارے جوان بھی ہمارے مرد بھی اور ہماری عورتیں بھی اس کا ایک نمونہ بن جائیں گی۔

اور اس جلسہ کے مقاصد میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک یہ بھی مقصد بیان فرمایا ہے کہ باہم محبت اور مواخات میں ایک دوسرے کے لئے نمونہ بن جائیں۔ (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394) یعنی یہ ذمہ داری کسی ایک طبقے یا خاص لوگوں کی نہیں ہے بلکہ ہر مرد عورت جوان بوڑھا اس بات کا خیال رکھے کہ ایک دوسرے سے محبت اور مؤاخات میں بڑھنا ہے۔ محبت کے وہ نمونے جو صحابہ ہمارے سامنے قائم کر گئے ہیں، مواخات کے وہ نمونے جو انصار اور مہاجرین کے نمونے تھے، اس اسلامی بھائی چارے کی محبت نے اس قدر اعلیٰ معیار قائم کئے کہ ان لوگوں نے اپنی جائیدادوں میں شریک ہونے کی بھی پیشکش کر دی۔ (صحیح البخاری کتاب الھبۃ باب فضل المنیحۃ حدیث 2630) یہ نمونے جو اس وقت قائم ہوئے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کی وجہ سے قائم ہوئے اور آج یہ نمونے ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جن کے آنے کا چودہ سو سال سے انتظار ہو رہا تھا قائم کروانا چاہتے ہیں کیونکہ اس نے آ کر آخرین کو پہلوں سے ملانا تھا۔ ان کو قرآن کریم کی تعلیم کا فہم عطا کروانا تھا۔ انہیں پاک کرنا تھا۔ انہیں اعلیٰ علمی، روحانی، اخلاقی حکمتوں سے آگاہ کرنا تھا اور ان حکمتوں سے آگاہ کرتے ہوئے ان کے نمونے قائم کروانے تھے۔

پس اس محبت کا تقاضا ہے جو ایک احمدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے روحانی فرزند سے ہے اور ہونی چاہئے کہ اگر اس کی بیعت میں شامل ہوئے ہیں تو یہ اعلیٰ نمونے دکھائیں اور ان دنوں میں آپس کی رنجشوں کو بھی اگر کوئی ہیں تو ختم کریں اور دنیا میں بھی محبت اور پیار کا پیغام پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے ہمیشہ صلح کی بنیاد ڈالیں۔ ان دنوں میں صلح کے حصول کی کوشش بھی کریں اور دعا میں اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے اس کے آگے جھکیں۔ بھائی بھائی کے گناہ بخشنا سیکھے۔ خاوند بیوی ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے ہوئے ایک دوسرے کے عزیز رشتہ داروں کے حقوق بھی ادا کریں تا کہ محبت کی فضا قائم ہو۔ ان محبتوں سے رشتوں کی دُوریوں کو سمیٹ کر قریب لائیں۔ کاروباری رنجشوں اور جھگڑوں کو دور کریں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر نقصان بھی اٹھا رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے پورا کر دے گا۔ لیکن نیت یہی ہونی چاہئے کہ ہم نے جو کچھ کرنا ہے خدا کی خاطر کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرنا ہے۔ اس لئے کرنا ہے کہ اس زمانے کے امام اور مسیح ومہدی نے اپنی جماعت کے لوگوں سے یہ توقعات وابستہ کی ہیں کہ ان کے دل اس دنیا کے بجائے آخرت کی طرف مائل ہو جائیں۔ اس دنیا کمانے کو بھی منع نہیں کیا گیا لیکن اس دنیا کو مقصود بنا کر محبتوں کے بجائے نفرتوں کے بیج بونے سے منع کیا گیا ہے۔

پس اس جلسہ میں آنے کا مقصد تبھی پورا ہو گا جب ہم میں سے ہر ایک ایک دوسرے کی طرف محبت اور اخوت کا ہاتھ بڑھائے گا۔ جن کی رنجشیں ہیں وہ انہیں دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ جن کی اجنبیت کے تعلقات ہیں وہ ان کو محبت اور اخوت کے تعلقات میں بدلیں گے۔ اس جلسہ کی فضا کو ایسی پُرمحبت فضا بنا دیں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی پسندیدہ ہو جائے اور وہ اپنے پیار اور محبت کی بارش ہر آن اس جلسہ میں شامل ہونے والوں پر برساتا رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے سب کو۔

پھر ان مقاصد میں سے ایک مقصد آپ نے یہ بیان فرمایا کہ انکسار اور تواضع پیدا ہو۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394) یہ خُلق ایسا ہے کہ جب انسان میں پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ رہتی ہے۔ جب انسان میں انکسار اور تواضع کی حالت پیدا ہوتی ہے تو یہ چیزیں اس میں عقل اور ہوش بھی پیدا کرتی ہیں۔ دنیا میں آج جتنا فتنہ وفساد ہے انفرادی لڑائیاں ہوں یا ملکوں کی لڑائیاں ہوں یا قوموں کی لڑائیاں ہوں یہ سب تکبر کی وجہ ہے۔ اگر تکبر ختم ہو جائے اور انکسار اور عاجزی پیدا ہو جائے تو یقیناً ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ ہو گی کیونکہ اس سے عقل اور ہوش پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ایسے لوگ اپنی عقل کو عقلِ کُل نہیں سمجھتے بلکہ دوسرے کی بات سننے کا بھی ان میں حوصلہ ہوتا ہے اور یہی چیز پھر اختلاف رائے سننے کا بھی موقع پیدا کرتی ہے اور مشوروں کی طرف بھی توجہ رکھتی ہے جو کہ جماعتی زندگی کی ایک اہم کڑی ہے اور جماعت احمدیہ میں اس کا معیار بہت اونچا ہونا چاہئے۔ پھر ذاتی زندگیوں میں لڑائی جھگڑوں کو ختم کرنے اور پیار اور محبت کی فضا پیدا کرنے کے لئے بھی یہ انتہائی ضروری ہے جیسا کہ مَیں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا (الفرقان:64)۔ یعنی رحمان کے سچے بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں۔ انکسار اور تواضع سے چلتے ہیں۔ بغیر تکبر کے چلتے ہیں۔ اور جب جاہل کوئی ایسی بات کریں جو جہالت کی اور فساد بھڑکانے والی ہو تو لڑائی اور جھگڑا اور فساد نہیں شروع کر دیتے بلکہ سَلٰمًا کہہ کر چلے جاتے ہیں کہ تمہاری ان جہالتوں کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہے بلکہ ہم تو اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لئے پیار اور محبت کی فضا قائم کرنا چاہتے ہیں اور حقیقت میں عباد الرحمن بننا چاہتے ہیں جس کی طرف زمانے کا امام ہمیں بلا رہا ہے کیونکہ اسی میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ رحمان کے بندے عاجزی سے زمین پر چلتے ہیں کیونکہ کبر تو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل نہیں ہونے دے گا۔ پھر پوچھنے پر فرمایا کہ اچھا پہننا اچھا رہنا یہ تکبر نہیں ہے بلکہ تکبر یہ ہے کہ حق کا انکار کیا جائے۔ دوسروں کو ذلیل سمجھا جائے۔ ان سے حقارت کا سلوک کرے اور صحیح طرح پیش نہ آئے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ حدیث 265)

پس یہ باتیں ہیں جو ہم نے جلسے کی برکات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہیں اور یہی باتیں ہیں جو تقویٰ پر چلانے والی ہیں اور جن کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں بلا رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے''۔ (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

پھر آپ فرماتے ہیں ''کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو۔ جب تک وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں'' (یعنی بڑھ بڑھ کے باتیں کرنا اور شیخیاں بگاڑنے والی چیزیں اور تکبر یہ سب دور نہ ہو جائیں) فرماتے ہیں ''خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے۔ اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے''۔ (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 396)

اللہ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے تکبر سے بچنے والے اور عاجزی اختیار کرنے والے ہوں اور ان لوگوں میں شمار ہوں جن کو مبارکباد دیتے ہوئے اور ان پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ''مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں اور غریبوں اور مسکینوں کی عزت کرتے اور عاجزوں کو تعظیم سے پیش آتے اور کبھی شرارت اور تکبر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے رب کریم کو یاد رکھتے ہیں اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں''۔

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 398)

اللہ کرے کہ یہ جلسہ ہمیں ان باتوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر جن نیکیوں کو آپ ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں ان میں سے ایک راستبازی کا پیغام ہے۔ سچائی کے اعلیٰ معیار قائم کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غلط بیانی اور جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا ہے اور جس میں شرک کی بُو آ جائے اس کو آخرت کی فکر کرنے والا کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ جھوٹ بولنے والا تو اپنے عمل سے آخرت پر یقین کی نفی کر رہا ہوتا ہے۔ پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ بعض دفعہ ذرا سی بات پر غلط بیانی کر دی جاتی ہے یا جھوٹی گواہی دے دی جاتی ہے۔ اس کو معمولی چیز سمجھا جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کو فسق و فجور کی طرف لے جانے والا قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ فسق و فجور سیدھا آگ کی طرف لے جاتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الادب باب قول اللہ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ ... الخ حدیث 6094) اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس سے محفوظ رکھے۔

بعض دفعہ باتوں کے مزے لینے کے لئے بھی لوگوں کو اِدھر سے اُدھر باتیں کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ یہ ان کا شغل ہوتا ہے کہ یہاں کی بات وہاں کی اور وہاں کی بات دوسری جگہ کر دی۔ یہ برائی بھی ایسی ہے جس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ قرار دیا ہے کہ انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔ (صحیح مسلم مقدمۃ الامام مسلمؒ باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع حدیث 7)

پس ان باتوں سے بچنے کی ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے اور دعا بھی کرنی چاہئے۔ یہ تمام باتیں جو آپ نے بیان فرمائی ہیں جن کی ہم سے توقع رکھی ہے اور جس کے معیار قائم کرنے کے لئے آپ نے جلسہ کا آغاز فرمایا تھا تقویٰ میں بڑھنے سے ہی ملتی ہیں۔ پس ہر احمدی کو ان دنوں میں کوشش کرنی چاہئے کہ تقویٰ کے معیار بڑھائے اور آخرت کی فکر کرے۔ جتنا زیادہ ہم اس فکر میں رہیں گے اتنی زیادہ نیکیاں کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی ہمیں توجہ رہے گی۔ دین کی خاطر قربانیاں کرنے کی ہمیں توجہ رہے گی۔

پس ان جلسے کے دنوں میں خاص طور پر اس مقصد کے حصول کی ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ جو آیت مَیں نے شروع میں تلاوت کی تھی اس میں بھی یہی فرمایا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ (الانفال:30) کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہارے لئے ایک امتیازی نشان بنا دے اور تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (الانفال:30)۔

پس یہ تقویٰ ہی ہے جو مومن اور غیر مومن میں فرق ظاہر کرتا ہے اور جب ایک مومن تقویٰ پر چلتے ہوئے آخرت کی فکر کرتا ہے تو نیک اعمال کرنے کی بھی توفیق ملتی ہے اور برائیاں چھوڑنے کی بھی توفیق ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بخشش یہی ہے کہ پہلی برائیاں دور ہو جائیں اور آئندہ نیکیاں کرنے کی توفیق ملے۔ پس ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس کے حصول کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سے ہمت اور مدد مانگیں تا کہ نیکیاں کرنے کی توفیق ملتی چلی جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں ان مقاصد کو حاصل کرنے والا بنائے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان جلسوں کا انعقاد فرمایا تھا۔ کوشش بہرحال ہماری طرف سے پہلے ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ مدد فرمائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”جب تک ہماری جماعت تقویٰ اختیار نہ کرے نجات نہیں پا سکتی۔ خدا تعالیٰ اپنی حفاظت میں نہ لے گا۔ یہی سبب ہے کہ بعض ان صحابہ میں سے جن جن سے بڑے بڑے کام لینے تھے وہ سب سخت سے سخت خطروں میں بھی بچائے گئے“۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 458۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرمایا: ”گھروں کو ذکر اللہ سے معمور کرو۔ صدقہ وخیرات دو۔ گناہوں سے بچو تا اللہ تعالیٰ رحم کرے“۔ فرماتے ہیں ”جو لوگ دنیا کے معاملات میں مستغرق رہتے ہیں وہ ایسے ہی ہیں گویا انہوں نے بیعت ہی نہیں کی۔ یاد رکھو اور عمل کرو جس سے پیار کرتا ہے وہ انہیں میں سے ہے۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 459-460۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس یقین پر قائم ہو کر ہمیں تقویٰ پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ مسیح موعود کی جماعت کے ساتھ جُڑنے سے یقیناً ہمارے نیک اعمال پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی نظر ڈالے گا اور ہمیں اپنے ان انعاموں سے نوازے گا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے لئے مقدر کئے ہوئے ہیں۔ اور یہ کوئی ایسی باتیں نہیں ہیں جن کے نظارے ہم نے نہیں دیکھے یا نہیں دیکھ رہے۔ بیشمار مثالیں ایسی ہیں جو تقویٰ پر چلنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے دکھائی ہیں۔ اپنی تائید ونصرت کے ایسے نشانات دکھائے جنہوں نے ماحول کے احمدیوں کو بھی ایمان اور یقین میں ترقی دی۔ اگر ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے عملوں کو اس کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور برکتوں کی چادر میں لپیٹ لے گا اور ہماری نسلوں پر بھی بے شمار فضل فرمائے گا۔ ان کو بھی توفیق عطا فرمائے گا کہ وہ نیک اعمال بجا لانے والے ہوں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کی حقیقت کو سمجھیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ان اعمال کو بجا لانے کی کوشش کریں جو خدا تعالیٰ تک پہنچانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اندر وہ اخلاص اور نیک نیتی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کے ساتھ کی گئی قربانیاں اور عمل اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ہر لحہ کو، ہر گھڑی کو اخلاص اور ایمان کے ساتھ جوڑے رکھے۔ ہمارے اندر وہ ایمان پیدا کرے جو اللہ تعالیٰ کے مقرّبین کا خاصہ ہے۔ ہماری اولاد در اولاد کو بھی ایسا یقین اور ایمان عطا فرمائے جو کبھی انہیں غفلتوں اور سستیوں میں مبتلا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ دین ودنیا کی ترقیات دکھاتا رہے اور اپنے فضل سے راستے کی تمام روکوں کو دور فرمائے۔ اللہ کرے کہ ہم اس فیض سے جس کو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پایا دنیا کو بھی احسن رنگ میں روشناس کرانے والے بنیں۔

جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا تھا کہ آجکل اسرائیل اور مغرب کے بعض ملکوں نے لبنان اور بعض مسلمان ملکوں کے خلاف انتہائی ظالمانہ رویہ اپنایا ہوا ہے۔ اس کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُمّتِ مُسلمہ کو محفوظ رکھے۔ خود ان ظلموں کا بدلہ لے۔ معصوم انسانیت سے کھیلنے والوں کو کیفرِ کردار تک پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ اہلِ اسلام کی بھی آنکھیں کھولے۔ ان کی لیڈرشپ میں بھی یہ احساس پیدا کرے کہ اپنے ذاتی مقاصد اور دلچسپیوں پر اُمّت کے مسائل کو ترجیح دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی تقویٰ کا نور عطا فرمائے اور ان میں یہ احساس پیدا ہو کہ اُمّت کی خاطر انہیں اپنے ذاتی مفادات کو قربان کرنا چاہئے۔ اللہ کرے کہ ان کو عقل آ جائے۔ اللہ تعالیٰ دشمنان اسلام کو ناکامی اور نامرادیوں کا منہ دکھائے۔ آج احمدی ہی ہیں جنہوں نے اُمّتِ مسلمہ کا درد رکھتے ہوئے ان کے لئے بغیر کسی بناوٹ اور تصنع اور ذاتی مفاد کے دعا کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج دنیا کی بقا مسیح محمدی کے ماننے والوں کی دعاؤں سے ہی ہے۔ پس دعاؤں، دعاؤں اور دعاؤں کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب پہلے دعا کرلیں۔ (دعا)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 21 فروری 2016ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں تین نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ لبنیٰ احمد بنت مکرم جمیل احمد صاحب (لیوٹن) کا ہے۔ یہ عزیزم لبید الحق ابن مکرم دبیر الحق صاحب لندن کے ساتھ بارہ ہزار پانچ سو پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

دوسرا نکاح عزیزہ ملیحہ یحیٰ بنت مکرم ڈاکٹر محمد یحیٰ صاحب لندن کا ہے جو عزیزم فرید الحق ابن مکرم دبیر الحق صاحب کے ساتھ بارہ ہزار پانچ سو پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

یہ دونوں لڑکے جو ہیں، دلہا، جن کے نکاح ہو رہے ہیں۔ یہ جڑواں ہیں اور مکرم مولانا نور الحق صاحب کے پوتے ہیں اور صحابی کی نسل میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی نیکیوں پر قائم رکھے اور آئندہ نسلیں بھی ان کی اللہ تعالیٰ نیک پیدا فرمائے۔ اور نکاح ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔

اس کے بعد حضور انور نے اگلے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

تیسرا نکاح ہے

Miss Ines Aicha Doobory daughter of Mr Aslam Doobory of France. It has been settled with Mr Sebastien Ataul Haye Rea son of Mr Robert Rea of France at a Haq Mehr of 8000/–Euros.

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

May Allah bless your Nikah in every respect.

اب دعا کرلیں۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

کمال یہ ہے

خزاں کی رُت میں گلاب لہجہ بنا کے رکھنا کمال یہ ہے
ہوا کی زد پہ دیا جلانا ، جلا کے رکھنا کمال یہ ہے

ذرا سی لغزش پہ توڑ دیتے ہیں سب تعلق زمانے والے
سو ایسے ویسوں سے بھی تعلق بنا کے رکھنا کمال یہ ہے

کسی کو دینا یہ مشورہ کہ وہ دکھ بچھڑنے کا بھول جائے
اور ایسے لمحے میں اپنے آنسو چھپا کے رکھنا کمال یہ ہے

خیال اپنا ، مزاج اپنا ، پسند اپنی ، کمال کیا ہے؟
جو یار چاہے وہ حال اپنا بنا کے رکھنا کمال یہ ہے

کسی کی رہ سے خدا کی خاطر، اٹھا کے کانٹے، ہٹا کے پتھر
پھر اس کے آگے نگاہ اپنی جھکا کے رکھنا کمال یہ ہے

وہ جس کو دیکھے تو دکھ کا لشکر بھی لڑکھڑائے، شکست کھائے
لبوں پہ اپنے وہ مسکراہٹ سجا کے رکھنا کمال یہ ہے

ہزار طاقت ہو، سو دلیلیں ہوں پھر بھی لہجے میں عاجزی سے
ادب کی لذت ، دعا کی خوشبو بسا کے رکھنا کمال یہ ہے

(مبارک احمد صدیقی)

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست قوت قدسی کا روح پرور بیان۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی سے صحابہ میں غیر معمولی تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ آپ نے انتہائی جاہل، اُجڈ اور نجاست میں غرق لوگوں کو تعلیمیافتہ انسان بنا دیا اور باخدا انسان بنا دیا۔

صحابہ رسول کی پاکیزہ زندگیوں کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ اور افراد جماعت کو صحابہ کے اُسوہ کو اپنانے کی تلقین

مکرمہ امۃ المجید احمد صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب (نائب امیر یُوکے اور انچارج مرکزی شعبہ جائیداد) کی وفات۔ مرحومہ کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 12 رجنوری 2018ء بمطابق 12 رصلح 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یُوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"میرا مذہب یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی ایسی تھی کہ کسی دوسرے نبی کو دنیا میں نہیں ملی۔ اسلام کی ترقی کا راز یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت جذب زبردست تھی اور پھر آپ کی باتوں میں وہ تاثیر تھی کہ جو سنتا تھا وہ گرویدہ ہو جاتا تھا"۔ فرماتے ہیں کہ "جن لوگوں کو آپ نے کھینچا انہیں پاک صاف کر دیا۔"

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں کس قسم کی تبدیلیاں پیدا کیں فرماتے ہیں کہ:

"صحابہ کی حالت کو دیکھتے ہیں تو ان میں کوئی جھوٹ بولنے والا نظر نہیں آتا۔ حالانکہ جب عرب کی ابتدائی حالت پر نگاہ کرتے ہیں تو وہ تحت الثریٰ میں پڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بت پرستی میں منہمک تھے۔ یتیموں کا مال کھانے اور ہر قسم کی بدکاریوں میں دلیر اور بے باک تھے۔ ڈاکوؤں کی طرح گزارہ کرتے تھے۔ گویا سر سے پیر تک نجاست میں غرق تھے"۔ (لیکن ایسا انقلاب آپ نے ان میں پیدا کیا جس کی نظیر دوسری قوموں میں نہیں ملتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معجزہ اتنا بڑا ہے کہ آپ نے ایک جگہ یہ فرمایا کہ) "دنیا کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "ایک آدمی کا درست کرنا مشکل ہوتا ہے۔" (بہت مشکل ہے کہ کسی ایک آدمی کی بھی اصلاح کی جائے) "مگر یہاں تو ایک قوم تیار کی گئی کہ جنہوں نے اپنے ایمان اور اخلاص کا وہ نمونہ دکھایا کہ بھیڑ بکری کی طرح اس سچائی کے لئے ذبح ہو گئے جس کو انہوں نے اختیار کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ زمینی نہ رہے تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم، ہدایت اور مؤثر نصیحت نے ان کو آسمانی بنا دیا تھا۔ قدسی صفات ان میں پیدا ہو گئی تھیں۔ ..... یہ وہ نمونہ ہے جو ہم اسلام کا دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔" آپ فرماتے ہیں کہ "اسی اصلاح اور ہدایت کا باعث تھا جو اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمدؐ رکھا جس سے زمین پر آپ کی ستائش ہوئی کیونکہ آپ نے زمین کو امن، صلح کاری اور اخلاق فاضلہ اور نیکوکاری سے بھر دیا تھا"۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 84 تا 86۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ انصاف سے کام لینے والے اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی جاہل، اُجڈ اور نجاست میں غرق لوگوں کو تعلیم یافتہ انسان بنا دیا اور باخدا انسان بنا دیا۔

چند سال ہوئے ایک یہودی سکالر مجھے ملنے آئے اور کہنے لگے کہ باوجود اس کے کہ یہودیوں کو مسجد اقصیٰ میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ مَیں وہاں گیا تھا اور ساری دیکھ کر آیا ہوں۔ انہوں نے اس کو دیکھنے کی جو تفصیل مجھے سنائی وہ تو بڑی لمبی ہے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ وہاں دکھانے والا جو نگران تھا اس کو کئی دفعہ مجھ پر شک ہوا کہ یہ مسلمان نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ ہر دفعہ مَیں نے کوئی ایسی بات کی جس سے ان کا مسلمان ہونا ظاہر ہوتا تھا یہاں تک کہ وہاں کے نگران کو تسلی دلانے کے لئے یہ یہودی کہنے لگے کہ میں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا کلمہ بھی پڑھ دیا۔ خیر جب مَیں مسجد اچھی طرح دیکھ چکا تو پھر وہاں کے نگران نے مجھے کہا کہ بیشک آپ نے کلمہ بھی پڑھ دیا ہے لیکن مجھے ابھی بھی آپ کے مسلمان ہونے میں شبہ ہے۔ مجھے تسلی نہیں ہوئی۔ اب دیکھ تو چکے ہیں، اب مجھے حقیقت بتائیں کہ حقیقت کیا ہے؟ کہتے ہیں مَیں نے ان سے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو۔ مَیں مسلمان نہیں ہوں اور یہودی ہوں۔ جہاں تک کلمہ پڑھنے کا سوال ہے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر مَیں یقین رکھتا ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو میں نے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا تو وہ بھی مَیں مانتا ہوں کیونکہ مَیں عربوں کی تاریخ سے واقف ہوں کہ اس زمانے میں عربوں کی کیا حالت تھی۔ عربوں کی جو حالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے سے پہلے حالت تھی اسے ایک نبی ہی ٹھیک کر سکتا تھا۔ کوئی دنیادار لیڈر وہ حالت نہیں بدل سکتا تھا۔ اس لئے باوجود اس کے کہ مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤں یا نہ لاؤں مَیں ان کو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نبی سمجھتا ہوں۔ بہرحال اس نے باوجود دنیاداری کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم انقلاب لانے کو تسلیم کیا۔

پس آج بھی اگر کوئی انصاف کی نظر سے دیکھے تو صحابہ میں جو غیر معمولی تبدیلیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی سے پیدا ہوئیں وہ یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ واقعی آپ خدا کے رسول تھے۔ صحابہ کے بارے میں، ان کے غیر معمولی مقام کے بارے میں، ان میں غیر معمولی تبدیلیاں پیدا ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

"صحابہ کی نظیر دیکھ لو۔ دراصل صحابہ کرام کے نمونے ایسے ہیں کہ کُل انبیاء کی نظیر ہیں۔ خدا کو تو عمل ہی پسند ہیں۔ انہوں نے بکریوں کی طرح اپنی جانیں دیں۔ اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے نبوت کی ایک ہیکل آدم علیہ السلام سے چلی آتی تھی"۔ (یعنی جو شکل اور صورت اور مقام نبوت کا ایک تصور ہے وہ آدم کے زمانے سے چلا آتا ہے۔ لیکن) فرماتے ہیں کہ "اور سمجھ نہ آتی تھی مگر صحابہ کرام نے چمکا کر دکھلا دیا اور بتلا دیا کہ صدق اور وفا اسے کہتے ہیں"۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ "پھر جیسی بے آرامی کی زندگی انہوں نے بسر کی اس کی نظیر بھی کہیں نہیں پائی جاتی۔ صحابہ کرام کا گروہ عجیب گروہ قابلِ قدر اور قابلِ پیروی گروہ تھا۔ ان کے دل یقین سے بھر گئے ہوئے تھے"۔ آپ فرماتے ہیں کہ "جب یقین ہوتا ہے تو آہستہ آہستہ اوّل مال وغیرہ دینے کو جی چاہتا ہے۔ پھر جب بڑھ جاتا ہے تو صاحبِ یقین خدا کی خاطر جان دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 42۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر صحابہ کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ: لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۔ (النور: 38)"۔ (قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ جنہیں نہ کوئی تجارت اور نہ کوئی خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے غافل کرتی۔) آپ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’یہ ایک ہی آیت صحابہ کے حق میں کافی ہے کہ انہوں نے بڑی بڑی تبدیلیاں کی تھیں اور انگریز بھی اس کے معترف ہیں کہ ان کی کہیں نظیر ملنا مشکل ہے۔ بادیہ نشین لوگ اور اتنی بہادری اور جرأت تعجب آتا ہے‘‘۔(ملفوظات جلد 5 صفحہ 304۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

فرماتے ہیں کہ ’’وہ ایسے مرد ہیں کہ ان کو یادِ الٰہی سے نہ تجارت روک سکتی ہے اور نہ بَیع مانع ہوتی ہے یعنی محبت الٰہیہ میں ایسا کمال تام رکھتے ہیں کہ دنیوی مشغولیاں کیسی ہی کثرت سے پیش آویں ان کے حال میں خلل انداز نہیں ہوسکتیں۔‘‘ (براہین احمدیہ، جلد اوّل صفحہ 617 حاشیہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’یاد رکھو کہ کامل بندے اللہ تعالیٰ کے وہی ہوتے ہیں جن کی نسبت فرمایا ہے لَا تُلۡھِیۡھِمۡ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ۔ جب دل خدا کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کرلیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں۔ اس کی ایک کیفیت اس طریق پر سمجھ میں آسکتی ہے کہ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے، کسی کام میں مصروف ہو، مگر اس کا دل اور دھیان اسی بچہ میں رہے گا۔ اسی طرح جو لوگ خدا کے ساتھ سچا تعلق اور محبت پیدا کرتے ہیں وہ کسی حال میں بھی خدا کو فراموش نہیں کرتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 21-20۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے وہ سچا تعلق اور عشق خدا تعالیٰ سے پیدا کرلیا تھا کہ سوال ہی نہیں تھا کہ وہ کسی طرح بھی خدا تعالیٰ سے غافل ہوں یا کسی بھی قربانی سے وہ دریغ کرنے والے ہوں۔ صحابہ کی بہت سی مثالیں ہیں۔

حضرت خَبّاب بن اَلْاَرَت کے بارے میں آتا ہے جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ کا اتنا خوف اور خشیت تھی کہ انہوں نے اپنا کفن دیکھنے کے لئے منگوایا اور دیکھا تو وہ ایک عمدہ کپڑے کا کفن تھا۔ اپنے عزیزوں سے کہا کہ اتنا عمدہ کفن مجھے دو گے؟ اور رو پڑے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ کو ایک چادر کفن کے لئے میسر ہوئی تھی اور وہ بھی اتنی چھوٹی کہ پاؤں ڈھانکتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔ سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر پاؤں کو گھاس سے ڈھانپ دیا گیا۔ پھر انتہائی خشیت سے کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دینار یا درہم کا بھی میں مالک نہیں تھا اور آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے انعامات کی وجہ سے، ان قربانیوں کو قبول کرنے کی وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنی دولت دی ہے کہ میرے گھر کے کونے میں جو صندوق پڑا ہے اس میں ہی چالیس ہزار درہم پڑے ہوئے ہیں۔ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا دیا ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے اعمال کی جزا اس دنیا میں ہی نہ دے دی ہو اور کہیں آخری زندگی میں جو اجر ہے، اخروی زندگی کے جو اجر ہیں ان سے ہمیں محروم نہ کر دیا جاؤں۔ ان کی آخری بیماری میں جب صحابہ ان کی عیادت کے لئے گئے اور انہیں یہ تسلی دی کہ لگتا ہے آپ بھی اپنے بزرگ صحابہ سے ملنے والے ہیں تو رو پڑے۔ اور ساتھ ہی یہ کہنے لگے کہ یہ نہ سمجھنا کہ میں موت کے ڈر سے رویا ہوں بلکہ اس لئے رویا ہوں کہ جن صحابہ کا تم نے مجھے بھائی کہا ہے ان کا مقام بہت بلند تھا۔ پتا نہیں میں ان کا بھائی ہونے کا اہل بھی ہوں یا نہیں۔ کہنے لگے وہ لوگ جو ہم سے پہلے گزر گئے انہوں نے دنیاوی مال ومتاع جس سے ہم فیض اٹھا رہے ہیں اس سے فیض نہیں اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ کا یہ مقام تھا کہ اپنے آپ کو انتہائی کمزور سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف تھا، فکر تھی کہ مرنے کے بعد خدا تعالیٰ راضی بھی ہوتا ہے کہ نہیں اور یہی دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 89-88 خباب بن الارتؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

آپ کی قربانی اور دین کے لئے خدمت کسی سے کم نہیں تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ تھے تو حضرت علیؓ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ اور ان کے بارے میں تاریخی کلمات کہے۔ ان الفاظ سے ہی حضرت خباب کے مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ خباب پر رحم کرے۔ انہوں نے نہایت محبت اور رغبت سے اسلام قبول کیا اور پھر ہجرت کی توفیق پائی۔ پھر جو زندگی انہوں نے گزاری وہ ایک مجاہد کی زندگی تھی۔ وہ شدید ابتلاؤں میں سے گزرے اور انتہائی صبر اور استقامت کا نمونہ دکھایا۔ حضرت علی نے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے اجر ضائع نہیں کرتا جو نیک اعمال بجا لانے والے ہوں۔ (اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 677 خباب بن الارتؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت خباب کا جو مقام حضرت عمرؓ کی نظر میں تھا وہ بھی دیکھیں کیسا عظیم تھا۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے حضرت خباب کو بلا کر اپنی مسند پر بٹھایا اور کہا۔ خباب! آپ اس لائق ہیں کہ میرے ساتھ اس مسند پر بیٹھیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ سوائے بلال کے میرے ساتھ اس مسند پر بیٹھنے کا کوئی اور مستحق ہو۔ انہوں نے یعنی حضرت بلال نے بھی ابتدائی زمانے میں اسلام قبول کر کے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ حضرت خباب نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین بیشک بلال بھی حقدار ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ بلال کو مشرکین سے بچانے والے موجود تھے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ لیکن میرا تو کوئی بھی نہیں تھا جو مجھے اس ظلم سے بچاتا۔ اور ایک دن ایسا بھی آیا کہ مجھے کافروں نے پکڑ لیا اور آگ میں ڈال دیا اور ایک ظالم نے میرے سینے پر پاؤں رکھ دیا جس سے میرے لئے اس آگ سے نکلنا ممکن نہ رہا۔ میری پیٹھ کوئلوں پر پڑے پڑے جل گئی۔ کوئلے دہکا کر انہیں اس پہ لٹا دیا۔ پھر حضرت خباب نے اپنی پیٹھ پر سے کپڑا اٹھا کر دکھایا جہاں سفید لکیروں کے نشانات پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ دہکتے کوئلوں پر لیٹنے کی وجہ سے یہ نشان پڑے ہوئے ہیں۔ چربی پگھل گئی تھی۔ کھال پگھل گئی تھی۔ اس کے بعد یہ سفید کھال نیچے سے نکل آئی۔ حضرت خباب جو تھے وہ جنگ بدر اور خندق میں بھی شامل ہوئے۔ اُحد میں بھی شامل ہوئے۔ اس سب کے باوجود وفات کے وقت فکر ہے کہ پتا نہیں اللہ تعالیٰ راضی بھی ہوتا ہے یا نہیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 88 خباب بن الارتؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر معاذ بن جبل ایک صحابی تھے ان کے بارے میں آتا ہے کہ تہجد ادا کرنے والے اور لمبی عبادت کرنے والے تھے۔ ان کی تہجد کی نماز کا ان کے قریبیوں نے یوں نقشہ کھینچا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے کہ اے میرے مولیٰ اس وقت سب سوئے ہوئے ہیں۔ آنکھیں سوئی ہوئی ہیں۔ اے اللہ تُو حیّ و قیوم ہے میں تجھ سے جنت کا طلب گار ہوں مگر اس میں کچھ سُست رو ہوں۔ یعنی عمل کرنے میں سست ہوں۔ اور آگ سے دور بھاگنے میں کمزور اور ناتواں ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ جہنم کی آگ بھی ہے اور اس کے لئے نیکیاں کرنی پڑتی ہیں لیکن اس سے بچنے کے لئے میں بہت کمزور ہوں۔ اے اللہ تُو مجھے اپنے پاس سے ہدایت عطا کر دے اور وہ ہدایت دے جو مجھے قیامت کے دن بھی نصیب ہو جس دن تُو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہت خرچ کیا کرتے تھے اور خرچ کرنے کی وجہ سے ان پر قرض بھی چڑھ جاتا تھا۔

(اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 402 معاذ بن جبلؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت کعب بن مالک کے بیٹے حضرت معاذؓ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت معاذؓ کے ساتھ عجیب سلوک تھا۔ وہ نہایت حسین بھی تھے۔ بہت سخی بھی تھے۔ ان کی دعائیں بھی بہت قبول ہوتی تھیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے مانگتے اللہ تعالیٰ انہیں عطا بھی کر دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ان سے خاص معاملہ تھا۔ اگر قرض چڑھتے بھی تھے تو اترنے کے سامان بھی اللہ تعالیٰ فرما دیتا تھا۔ ایک عجیب فہم و فراست اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہوئی تھی۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 20 صفحہ 30 تا 32 حدیث 44 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2002ء)

اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے ان صحابہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت تھی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہی خدا تعالیٰ سے بھی محبت پیدا ہوئی تھی کیونکہ آپ کی قوت قدسی نے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کا ادراک ان لوگوں میں پیدا کیا تھا۔ جیسا کہ ذکر ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی نے ان میں ایک انقلاب پیدا کیا تھا ورنہ یہ عشق و محبت کی داستانیں جو ہیں کبھی رقم نہ ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت تھی وہ بھی ایسی کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ذکر کیا ہے۔

چنانچہ حضرت شمّاس بن عثمان کے بارے میں تاریخ نے ایسا واقعہ محفوظ کیا ہے جو ان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ایک مثال بن گیا اور اسلام کی خاطر قربانی کے اعلیٰ ترین معیار قائم کرنے کی بھی مثال ہے۔ جنگ اُحد میں جہاں حضرت طلحہؓ کی عشق و محبت کی داستان کا ذکر ملتا ہے کہ کس طرح انہوں نے اپنا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے سامنے رکھا کہ کوئی تیر آپ کو نہ لگے وہاں حضرت شمّاس نے بھی بڑا عظیم کردار ادا کیا ہے۔ حضرت شمّاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ہر حملہ اپنے اوپر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شماس کے بارے میں فرمایا کہ شماس کو اگر میں کسی چیز سے تشبیہ دوں تو ڈھال سے تشبیہ دوں گا کہ وہ اُحد کے میدان میں میرے لئے ایک ڈھال ہی تو بن گیا تھا۔ وہ میرے آگے پیچھے دائیں اور بائیں حفاظت کرتے ہوئے آخر دم تک لڑتا رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس طرف نظر ڈالتے آپؐ فرماتے ہیں شماس انتہائی بہادری سے وہاں مجھے لڑتے ہوئے نظر آتا۔ جب دشمن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے میں کامیاب ہو گیا اور آپ کو غشی کی کیفیت طاری ہوئی۔ آپ گر گئے۔ تب بھی شمّاس ہی ڈھال بن کر آگے کھڑے رہے یہاں تک کہ خود شدید زخمی ہو گئے۔ اسی حالت میں انہیں مدینہ لایا گیا۔ حضرت اُمّ سلمہؓ نے کہا کہ یہ میرے چچا کے بیٹے ہیں مَیں ان کی قریبی ہوں، رشتہ دار ہوں اس لئے میرے گھر میں ان کی تیمارداری اور علاج وغیرہ ہونا چاہئے۔ لیکن زخموں کی شدت کی وجہ سے ڈیڑھ دو دن بعد ہی ان کی وفات ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شماس کو بھی اس کے کپڑوں میں ہی دفن کیا جائے جس طرح باقی شہداء کو کیا گیا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 131 شماس بن عثمانؓ صفحہ 115 طلحہ بن عبیدؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

ایک صحابی سعیدؓ بن زید تھے یہ حضرت عمر کے بہنوئی تھے اور وہی ہیں جن کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے مارنے کے لئے جب حضرت عمرؓ نے ہاتھ اٹھایا تو ان کی بیوی اور حضرت عمر کی بہن سامنے آ گئیں اور زخمی ہو گئیں جس کا اثر حضرت عمر پر بھی ایسا ہوا کہ اسلام قبول کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ مائل ہوئے۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ 252-251 اسلام عمر بن الخطابؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت سعید کے غنیٰ اور خوفِ خدا کے معیار کے بارے میں ایک واقعہ ملتا ہے کہ ان کی ایک جاگیر پر گزر بسر تھی۔ زمین تھی۔ کچھ رقبہ تھا اسی پہ گزارہ ہوتا تھا۔ ایک عورت کا رقبہ بھی آپ کے ساتھ ملتا تھا۔ اس عورت نے ان کی زمین پر ملکیت کا دعویٰ کر دیا کہ آپ نے اس میں سے میرا کچھ رقبہ دبایا ہوا ہے۔ حضرت سعید نے کہا کوئی مقدمہ لڑنے کی ضرورت نہیں اور اپنی اس پوری زمین سے ہی دستبردار ہو گئے۔ رقبہ اس عورت کو دے دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص ناحق کسی کی زمین ایک بالشت بھی لیتا ہے اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔ تو میں یہ الزام اپنے اوپر نہیں لینا چاہتا اور لڑنا بھی نہیں چاہتا۔ لیکن دنیا یہ بھی نہ کہے کہ کسی کی زمین پر قبضہ کیا ہے۔ کوئی یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ آپ نے ایک عورت کی زمین پر قبضہ کیا ہے اور اب یہ پتا لگ گیا ہے تو زمین واپس دے رہے ہیں آپ بہت زیادہ صاحب دعا گو تھے۔ اس لئے اپنے آپ کو اس بات سے، اس الزام سے بری کرنے کے لئے آپ نے اس عورت کے لئے یہ دعا کی کہ اگر یہ مظلوم نہیں ہے اور یہ ظالم عورت ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پکڑے اور اس کا بدانجام ہو۔ چنانچہ کہنے والے کہتے ہیں کہ وہ عورت اندھی ہو کر ہلاک ہوئی اور عبرت کا نشان بنی۔ (صحیح مسلم کتاب الفرائض باب تحریم الظلم ... الخ حدیث 4134)

حق بات کہنا اور کسی سے نہ ڈرنا صحابہ کا شیوہ تھا۔ حضرت سعیدؓ بن زید کے بارے میں آتا ہے کہ ایک دن کوفہ میں امیر معاویہ کے مقرر کردہ جو گورنر تھے وہ گورنر ایک دن وہاں جامع مسجد میں بیٹھے تھے۔ حضرت سعید بھی وہاں تشریف لائے۔ گورنر نے بڑی عزت اور تکریم کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ اپنے ساتھ بٹھایا۔ اسی دوران وہاں کوفہ کا ایک شخص آیا اور اس نے حضرت علیؓ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ حضرت سعیدؓ اس پر سخت ناراض ہوئے۔ یہ نہیں کیا کہ گورنر کے سامنے بول رہے ہو تو حکمت اسی میں ہے کہ مَیں چپ رہوں۔ اور فرمایا کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر بن عوام، سعد اور عبدالرحمن بن عوف جنت میں ہوں گے اور کہنے لگے کہ دسواں بھی ہے۔ اس کا نام میں نہیں لیتا۔ جب زور دے کر پوچھا گیا تو بتایا کہ وہ دسواں میں یعنی سعید بن زید ہوں۔

(سنن ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی الخلفاء حدیث 4650-4649)

آپ سے ایک یہ حدیث بھی مروی ہے کہ سب سے بڑا سود یعنی حرام چیز مسلمان کی عزت پر ناحق حملہ ہے۔ (سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی الغیبۃ حدیث 4876)

آج اسی چیز کو مسلمانوں نے بھلا دیا ہے اور بڑے پیمانے سے لے کر چھوٹے معاملات تک ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان مسلمان کی عزت پر اپنے مفادات کے لئے حملے کرتا ہے۔

پھر ایک صحابی حضرت صہیبؓ بن سنان رومی کا ذکر ملتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے اِذن سے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت ہوئی تو حضرت صہیب نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا۔ آپ آئے تو ایک غلام کی حیثیت سے تھے پھر آزاد ہوئے۔ پھر ترقی کی اور تجارت شروع کی اور آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے بڑے مالدار تاجر ہو گئے۔ تجارت کے ذریعہ سے بڑا مال کمایا۔ جب ہجرت کر کے جانے لگے تو اہل مکہ نے کہا کہ تم ایک مفلس غلام کے طور پر ہمارے شہر میں آئے تھے ہم تمہیں یہاں سے کمایا ہوا مال ہرگز نہیں لے جانے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اچھا میں اپنا مال چھوڑ دیتا ہوں۔ اگر مال چھوڑ دوں تو اب تو جانے دو گے۔ بہرحال انہوں نے اپنا نصف مال اہلِ مکہ کے حوالے کیا اور ہجرت کا پروگرام بنایا۔ جب آپ اپنے خاندان کے ساتھ مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تو بعض قریش نے آپ کا پیچھا کیا۔ صہیب بہت بہادر انسان تھے۔ تیر اندازی بھی بڑے اچھے طریق سے کرتے تھے۔ تیر اندازی میں بڑے ماہر تھے۔ انہوں نے کفار کو دیکھ کر اپنے ترکش سے تمام تیر نکال کر زمین پر پھیلا دیئے اور ان لوگوں کو دیکھ کر کہا کہ اے قریش! تم جانتے ہو کہ میں تم سے بہتر تیر انداز ہوں۔ میرا آخری تیر ختم ہونے تک تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کے بعد میری تلوار ہے اس کے ساتھ تمہیں مجھ سے لڑنا پڑے گا۔ تم مجھے امن سے جانے دو بہتر یہی ہے اور اس کے عوض جو میرا باقی مال ہے جو میں نے فلاں جگہ رکھا ہوا ہے وہ لے لو۔ چنانچہ انہوں نے بڑی حکمت سے اور اپنے مال کی قربانی کر کے اپنے بچوں کو بھی بچایا اور خود بھی امن سے پہنچ گئے۔ صہیب جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کس طرح وہ سارا مال دے کر جان اور ایمان بچا کر یہاں آ گئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے یہ گھاٹے کا سودا نہیں کیا۔ بڑا اچھا سودا ہوا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 121 صہیب بن سنانؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

ہر صحابی کا اپنا اپنا انداز ہے۔ ایک موقع پر حضرت عمرؓ نے حضرت صہیبؓ سے کہا کہ تم کثرت سے لوگوں کو کھانا وغیرہ کھلاتے ہو مجھے ڈر ہے کہ اس میں اسراف نہ ہوتا ہو۔ حضرت صہیبؓ نے کہا کہ یہ جو میں کھانا کھلاتا ہوں یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کے مطابق ہے۔ آپ نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور سلام کو رواج دیتے ہیں۔ لوگوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہنا یہ ایک نیکی ہے اور بہترین لوگوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نشانی بتائی ہے۔ کہتے ہیں یہ نصیحت جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی جو مدینہ آنے پر آپ نے مجھے فرمائی تھی تو میں نے اس کو پلّے باندھ لیا ہے اور میں سوائے جائز حق کے مال خرچ نہیں کرتا، اسراف نہیں کرتا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 924 حدیث 24422 مسند صہیب بن سنانؓ مطبوعہ عالم الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

حضرت صہیبؓ کا مقام حضرت عمرؓ کی نظر میں بھی بہت بڑا تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنا جنازہ حضرت صہیبؓ سے پڑھوانے کی وصیت فرمائی تھی اور جب تک اگلا خلیفہ منتخب نہ ہو نمازوں کی امامت بھی یہی کرواتے رہے تھے۔ (اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 423 عبید اللہ بن عمرؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت اُسامہؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید کے بیٹے تھے۔ حضرت اسامہ وہ خوش قسمت تھے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیار کی سند دی تھی۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 91 اسامہ بن زیدؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اتنا پیار کرتے تھے کہ اُسامہ خود بتاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسین اور انہیں دونوں کو دونوں رانوں پر بٹھا لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے اللہ! ان دونوں سے محبت کر۔ مَیں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3 صفحہ 47 حدیث 2642 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2002ء)

لیکن جہاں تربیت اور دین کا معاملہ ہے وہاں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں۔ پھر وہ یہ ذاتی محبت ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت اسامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چھوٹی عمر کے تھے بلکہ وفات کے وقت بھی ان کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ لیکن بعض لڑائیوں میں شمولیت کا موقع انہیں ملا۔ ایک واقعہ آتا ہے کہ جب جنگ میں ایک کافر اُسامہؓ کے سامنے آیا تو اس نے فوراً کلمہ پڑھ دیا۔ لیکن آپ نے اسے پھر بھی قتل کر دیا کہ موت کے ڈر سے یہ کلمہ پڑھ رہا ہے۔ حضرت اسامہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اس شخص کے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کی کہ اس نے محض بچنے کے لئے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا؟ اور پھر فرمایا کیا تُو نے اسے کلمہ شہادت پڑھنے کے باوجود قتل کر دیا؟ اسامہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ اتنی بار دہرایا کہ میں نے چاہا کہ کاش آج سے پہلے مَیں مسلمان نہ ہوتا۔ اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے عہد کر لیا کہ آئندہ کبھی بھی کسی شخص کو جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے گا قتل نہیں کروں گا۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب بعث النبی ﷺ اسامہ بن زیدؓ ... الخ حدیث 4269)

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 92-91 اسامہ بن زیدؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

کاش کہ یہ باتیں آج کے مسلمانوں کو بھی سمجھ آ جائیں۔ اسلام کے نام پر غیروں پر تو جو ظلم کر رہے ہیں وہ کر ہی رہے ہیں۔ یہ اپنی جگہ پر ہے لیکن آپس میں مسلمان مسلمانوں کو قتل کر رہا ہے۔ اب شام کی جنگ ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ گذشتہ کئی سالوں میں جب سے یہ شروع ہوئی ہے لاکھوں لوگ وہاں قتل کر دیئے گئے ہیں۔ مسلمان نے مسلمانوں کو قتل کیا ہے۔ جو کلمہ گو ہیں وہی دوسرے کو مار رہے ہیں یا اس کے نام پر مار رہے ہیں۔ یمن میں کلمہ گوؤں کو مارا جا رہا ہے۔ دوسرے ظلم روا رکھے جا رہے ہیں۔ ٹارچر دیئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو بھی عقل دے کہ صحابہ کی محبت اور رسول کی محبت کے صرف نعرے نہ لگائیں بلکہ ان کے عمل کے مطابق عمل کرنے والے بھی ہوں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کے نام پر اپنی اَناؤں کی تسکین کر رہے ہیں۔ ان کو اسلام کا، اسلام کی تعلیم تو الف ب کا بھی پتا نہیں ہے۔ اپنی برتری ثابت کرنا ان کی کوشش ہے۔ منہ پر تو اللہ تعالیٰ کا نام ہے لیکن دل میں صرف اور صرف ان کی اپنی ذات ہے۔ دنیا میں اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حقیقی تقویٰ پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے۔ پس ان مسلمانوں کی حالت دیکھ کر کہ ان کی تو اصلاح ہو نہیں سکتی جب تک یہ قبول نہ کریں، ہمیں شکر گزاری کرنی چاہئے اور شکر گزاری کے جذبات سے ہمیں بڑھنا چاہئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ اس رہنما کو مانا جس کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام صادق بنا کر بھیجا۔ آپ نے ہمیں صحابہ کے مقام کے بارے میں بھی بتایا اور ان کے پیچھے چلنے کے لئے بھی نصیحت فرمائی۔ یہ بتایا کہ صحابہ کے نمونے کس قسم کے ہیں۔ تمہیں انہیں اُسوہ سمجھنا چاہئے اور ان کے پیچھے چلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پس یہی ایک ذریعہ ہے جسے ہم اگر اپنے سامنے رکھیں اور آپ کی باتوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں تو حقیقی مسلمان بھی بن سکتے ہیں۔

آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اپنی خواہشوں اور اغراض سے الگ ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور نہیں آتا ہے وہ کچھ حاصل نہیں کرتا بلکہ اپنا نقصان کرتا ہے۔ لیکن جب وہ تمام نفسانی خواہشات اور اغراض سے الگ ہو جاوے اور خالی ہاتھ اور صافی قلب لے کر خدا تعالیٰ کے حضور جاوے تو خدا اس کو دیتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کی دستگیری کرتا ہے۔ مگر شرط یہی ہے کہ انسان مرنے کو تیار ہو جاوے اور اس کی راہ میں ذلت اور موت کو خیرباد کہنے والا بن جاوے۔''

پھر آپ فرماتے ہیں:

''دیکھو دنیا ایک فانی چیز ہے مگر اس کی لذت بھی اسی کو ملتی ہے جو اس کو خدا کے واسطے چھوڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے''۔ (اب صحابہ کے واقعات میں ہم نے دیکھا کہ جب خدا کے لئے چھوڑا تو خدا تعالیٰ نے بہت نوازا لیکن پھر بھی ان کو اپنے انجام کی فکر ہے۔ اس نوازے جانے کے باوجود اپنی آخرت کی فکر ہے گویا کہ مکمل طور پر خدا کے ہو گئے تھے۔) آپ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص خدا تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے خدا تعالیٰ دنیا میں اس کے لئے قبولیت پھیلا دیتا ہے۔ یہ وہی قبولیت ہے جس کے لئے دنیا دار ہزاروں کوششیں کرتے ہیں کہ کسی طرح کوئی خطاب مل جاوے یا کسی عزت کی جگہ یا دربار میں کرسی ملے اور کرسی نشینوں میں نام لکھا جاوے۔ غرض تمام دنیوی عزتیں اسی کو دی جاتی ہیں اور ہر دل میں اسی کی عظمت اور قبولیت ڈال دی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کے لئے سب کچھ چھوڑنے اور کھونے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ نہ صرف آمادہ بلکہ چھوڑ دیتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے واسطے کھونے والوں کو سب کچھ دیا جاتا ہے اور وہ نہیں مرتے ہیں جب تک وہ اس سے کئی چند نہ پالیں جو انہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کسی کا قرض اپنے ذمہ نہیں رکھتا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ان باتوں کو ماننے والے اور ان کی حقیقت پر اطلاع پانے والے بہت ہی کم لوگ ہیں۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 399-398۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم آپ کی باتوں پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حقیقی پیروی کرنے والے اور احکامات پر عمل کرنے والے ہو جائیں۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ حاضر پڑھاؤں گا جو مکرمہ امۃ المجید احمد صاحبہ کا ہے جو چوہدری ناصر احمد صاحب نائب امیر یُوکے اور مرکزی جائیداد شعبہ کے انچارج بھی ہیں، کی اہلیہ تھیں۔ 9؍جنوری 2018ء کو ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پڑپوتی تھیں۔ شادی کے بعد 1978ء سے فضل مسجد کے قریب رہائش پذیر تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ چندوں میں باقاعدہ۔ بہت ہمدرد، ملنسار، مہمان نواز، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ سب کے دکھ درد میں شامل ہوتی تھیں۔ خلافت سے بہت زیادہ تعلق تھا۔ اپنے بچوں کو ہمیشہ اس تعلق کو قائم رکھنے کے لئے تلقین کرتیں۔ نماز کی پابندی کی تلقین کرتیں۔ بچوں کی اچھی تربیت کرنے کی کوشش کی۔ اس کے ساتھ ہی محلے کے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی توفیق پائی۔ لجنہ یُوکے میں خدمت خلق اور ضیافت کے شعبوں کے علاوہ جلسہ سالانہ یُوکے پر بطور ناظمہ مہمان نوازی خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں ان کے میاں چوہدری ناصر احمد صاحب اور چار بیٹیاں ہیں۔ موجودہ صدر صاحبہ لجنہ یُوکے اور سابقہ شمائلہ ناگی صاحبہ جو ہیں ان دونوں نے یہ لکھا ہے کہ نہایت محبت کرنے والی خاتون تھیں اور ان کی بےلوث محبت کو ہر ملنے والا محسوس کرتا تھا۔ جلسہ پر لمبا عرصہ ناظمہ مہمان نوازی کا کام سنبھالا۔ بڑے اخلاص اور محنت سے یہ خدمت سرانجام دی۔ سیکرٹری ضیافت کے طور پر بھی خدمت بجالانے کی توفیق پائی اور بڑی عاجزی سے یہ کام کیا۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے اور ان کی نیکیاں اللہ تعالیٰ ان کی بیٹیوں میں بھی جاری فرمائے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ نمازوں کے بعد جنازہ حاضر ہے۔ باہر جا کے جنازہ پڑھاؤں گا۔ احباب یہیں صفیں درست کرلیں۔

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ

از صفحہ نمبر 18

چھ سال تک صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور پھر نائب صدر مجلس انصار اللہ بھارت بھی رہے۔ 1993ء میں افسر جلسہ سالانہ قادیان مقرر ہوئے اور نہایت عمدگی سے یہ فریضہ انجام دیا۔ 2005ء میں جب مَیں قادیان گیا ہوں تو اس وقت بھی یہی افسر جلسہ سالانہ تھے اور بڑی ہمت اور محنت سے انہوں نے اس سارے نظام کو سنبھالا۔ کئی مرتبہ ان کو قائمقام ناظر اعلیٰ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی اور میاں صاحب کی وفات کے بعد نائب امیر مقامی بھی مقرر ہوئے۔ صدر انجمن احمدیہ کے علاوہ انجمن تحریک جدید، انجمن وقف جدید اور مجلس کارپرداز کے ممبر بھی تھے۔ صدر فنانس کمیٹی تھے۔ اسی طرح نور ہسپتال کی کمیٹی کے صدر تھے۔ انہوں نے اردو میں M.A. کرنے کے بعد گرونانک یونیورسٹی سے Ph.D. کی ڈگری حاصل کی۔

تہجد اور نمازوں کے بڑے پابند، خلافت سے والہانہ محبت رکھنے والے، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ اکثر سچی خوابیں آیا کرتی تھیں اور انہوں نے اپنی اہلیہ کو بتا دیا تھا کہ لگتا ہے میرا وقت قریب ہے۔ لمبا عرصہ ڈائیلیسز میں رہے اور بڑے صبر اور حوصلے سے بڑی لمبی بیماری انہوں نے کاٹی۔ آخر میں پھیپھڑوں میں انفیکشن ہو گیا۔ میں نے بھی ان کو ہمیشہ ہنستے مسکراتے دیکھا۔ 1991ء میں میں نے بھی ان کے ساتھ جلسہ سالانہ پر عام کارکن کی حیثیت سے ڈیوٹی دی ہے۔ اس وقت بھی مَیں دیکھتا تھا۔ بعد میں اپنے وقت میں بھی میں نے دیکھا کہ خلافت کے لئے ان کی آنکھوں سے بھی ایک خاص محبت اور پیار ٹپکتا تھا۔ بڑی محنت سے ڈیوٹی دیتے تھے اور افسران کے سامنے ہمیشہ مؤدب رہے اور کامل اطاعت کا نمونہ دکھاتے رہے بلکہ بعض دفعہ 1991ء میں ڈیوٹی کے دوران مجھے احساس ہوتا تھا کہ افسر بعض دفعہ ان سے زیادتی کر جاتے ہیں لیکن کبھی ان کے ماتھے پر بل نہیں آیا۔ مسکراتے ہوئے کامل اطاعت کے ساتھ افسر کا حکم مانتے تھے۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ قادیان سے ہجرت کے وقت مکرم محمد طفیل صاحب ننگلی کے تینوں بھائی اور بھتیجا حفاظتِ مرکز کے لئے قادیان میں ٹھہر گئے اور وہ اکیلے اُن سب کے اہل وعیال کو ساتھ لے کر بے یارومددگار لاہور آگئے۔ وہاں سے آپ نے ایک خط قادیان میں اپنے عزیزوں کو ارسال کیا جو تاریخ احمدیت میں محفوظ ہے۔ آپ نے لکھا کہ ''آپ کا نوازش نامہ ہمارے لئے باعث صد مسرت ہوا اور ہمارے مغموم دلوں کو آپ کے اس نوید جانفزا نے کہ ہم دیارِ محبوب میں قادیان کی حفاظت کے لئے درویشانہ زندگی بسر کریں گے خوشی سے بدل دیا۔ بیشک ہم اس وقت نہایت کسمپرسی کی حالت میں بے یارو مددگار ہیں، بچے بیمار ہیں، نہ زادراہ ہے۔ متوکل علی اللہ اب لاہور سے کسی جہت نکل جائیں گے اور صمیم قلب سے یہ دعا کرتے رہیں گے کہ آپ جو عظیم الشان مقصد رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو نوازے اور آپ کے عزم و استقلال، پایۂ ثبات کو ثابت قدم رکھے اور توقع رکھتے ہیں کہ ہر وہ گھڑی جس میں زندگی اور موت کا سوال ہو آپ صف اوّل میں کھڑے ہوں گے۔...''

مکرم محمد طفیل صاحب کی شادی محترم منشی محمد عبداللہ صاحب کی بیٹی سے ہوئی جو پاکستان بننے سے پہلے ہی سندھ شفٹ ہو گئے تھے۔ آپ اپنے بھائی جلال الدین صاحب کے ہمراہ حضرت مصلح موعودؓ کے قافلے میں قادیان سے ناصر آباد سندھ گئے اور وہاں سے دونوں بھائی بارات لے کر محمود آباد سٹیٹ پہنچے اور دلہن لے کر ناصر آباد آگئے جہاں حضرت اُمّ طاہر نے چنبیلی کا ہار حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے ذریعہ بھجوایا۔ پھر قافلے کے ساتھ یہ نوبیاہتا جوڑا واپس قادیان پہنچا۔ راستے میں بھی حضرت اُمّ طاہر نے دلہن کا ایک ماں کی طرح بہت خیال رکھا۔

مکرم محمد طفیل صاحب پر آخری ایام میں مسجد مبارک میں ظہر کی نماز کے وقت دل کا شدید حملہ ہوا۔ ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا۔ بار بار غشی کے دورے پڑتے تھے۔ ایک بار ہوش آیا تو آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بیٹے نے پوچھا کہ کیا کوئی درد ہو رہا ہے؟ فرمانے لگے کہ نہیں۔ پوچھا تو پھر آنسو کس بات کے؟ بڑے درد سے کہنے لگے کہ ''میرے پلّے کچھ نہیں''۔

بہرحال چند روز میں خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر شفا عطا فرمائی۔ جس کے بعد آپ عبادات میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ پانچوں نمازیں مسجد مبارک میں ادا کرتے اور بقیہ وقت بہشتی مقبرہ میں دعائیں کرتے گزارتے۔

آپ کی اہلیہ بھی صوم وصلوٰۃ کی بہت پابند اور باقاعدہ تہجّد گزار تھیں۔ بہت صفائی پسند تھیں اور نماز کے لئے ایک الگ صاف ستھرا کپڑوں کا جوڑا رکھا ہوتا تھا۔ نام لے لے کر خلفاء، بزرگان سلسلہ اور دکھی انسانوں کے لئے لمبی لمبی دعائیں کرتیں۔ غرباء کی بہت ہمدرد تھیں۔ اور ہر عُسر ویُسر میں خدا کی رضا پر راضی رہتیں۔

...❁...❁...❁...

یورپین بلکان کے احمدی جوڑے کی جلسہ سالانہ قادیان میں پہلی بار شرکت

(رپورٹ: زبیر خلیل خان۔ صدر احمدیہ جماعت کروشیا)

سال 2017ء میں فیملی مولا بیگووچ آف کروشیا کو جماعت میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمدللہ۔ مختلف مواقع پر انہوں نے قادیان اور ربوہ کی مقدس بستیوں کی زیارت کے لئے دلچسپی کا اظہار کیا۔ سال 2017ء میں کچھ ایسا سبب بنا کہ خاکسار اور خاکسار کی اہلیہ کو منجھلے بیٹے عزیزم ظفراللہ خان نے جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی دعوت دے دی۔ خاکسار نے اس امر کا ذکر فیملی مولا بیگووچ سے کیا۔ محترمی سیعاد مولا بیگووچ اور ان کی اہلیہ محترمہ نصیحہ مولا بیگووچ صاحبہ کو یہ جان کر خوشی ہوئی اور انہوں نے بھی ساتھ جانے کی حامی بھر لی۔ بعض مخصوص حالات کی بنا پر ربوہ کی زیارت کا پروگرام نہ بن سکا تاہم دونوں میاں بیوی جلسہ سالانہ قادیان میں شریک ہوئے اور بہت ہی روح پرور اَنمٹ یادیں لے کر واپس آئے۔ اُن کے مطابق قادیان کی بستی میں کوئی خاص بات ہے جو کہ محسوس کی جاسکتی ہے۔ پُرسکون اور ٹھہرا ٹھہرا سا ماحول، بھلے مانس سے لوگ، آنکھوں میں محبت کی پرچھائیاں اور خلوص بھرے چہرے ان کو زندگی بھر یاد رہیں گے۔ کہنے لگے انہوں نے یورپ اور دیگر علاقوں کے بے شمار قبرستان دیکھے ہیں لیکن روح کو جو تسکین بہشتی مقبرہ میں جا کر ملی وہ الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ حقیقتاً ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے اس قبرستان کے باسی جنت الفردوس کے مزے لے رہے ہیں۔

دارالمسیح، بیت الدعا، مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ ہر جگہ کی نرالی شان تھی جو محسوس تو کی جاسکتی ہے لیکن الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ ہوشیار پور میں چلّہ کشی والے کمرے اور لدھیانہ میں پہلی بیعت والی جگہ کی بھی اونچی شان تھی۔ اس جگہ پر پُرسکون ماحول میں نوافل کی ادائیگی احساس دلاتی رہی کہ یہاں اللہ کے کسی برگزیدہ کا کچھ وقت گزرا ہے۔ جلسہ سے قبل، دوران جلسہ اور جلسہ کے اختتام پر عہدیداران اور اہالیان قادیان نے جس محبت اور خلوص کے ساتھ ان کی پذیرائی کی وہ ان کی زندگی کی انمول یادیں ہیں جن کا ذکر وہ اپنے ملنے والوں کی محافل میں کرتے رہتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

نوٹ۔ بلکان کے علاقہ جس میں سابقہ یوگوسلاویہ کی ریاستیں۔ بوزنیا، سربیا، کروشیا، سلوانیہ، مونٹے نیگرو۔ کوسووا اور مقدونیہ شامل ہیں اس علاقہ سے یہ پہلے احمدی افراد ہیں جن کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیار مہدی کی زیارت اور جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو مزید وسعتیں اور برکتیں عطا فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مربیان سلسلہ کو اہم نصائح

(مکرم عابد وحید خان صاحب کی ذاتی ڈائری میں سے ایک مختصر انتخاب)

امریکہ سے تعلق رکھنے والے نوجوان مربیان پر مشتمل ایک وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ

21/اگست 2016ء کو امریکہ سے تعلق رکھنے والے نوجوان مربیان پر مشتمل ایک وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات ہوئی۔ یہ تمام مربیان جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل مربیان تھے اور اُنہیں ہدایت تھی کہ وہ اِس سال جلسہ سالانہ یُوکے کے لئے آئیں۔

میٹنگ کے دوران مَیں نے دیکھا کہ حضور انور مربیان سے کتنا پیار کرتے ہیں۔ حضور انور نے انہیں ایک گھنٹہ سے زائد وقت دیا تا کہ جو بھی سوالات ان کے ذہنوں میں ہیں، کوئی بھی مسئلے ہیں یا کوئی بھی پریشانی اُنہیں لاحق ہے وہ اس بارہ میں حضور سے کھل کے بات کر سکیں۔ حضور انور نے ان کی رہنمائی فرمائی اور انہیں ہدایات سے نوازا کہ انہیں کس طرح اپنے کاموں کو سرانجام دینا چاہئے۔

❁ **صلوٰۃ کے حوالہ سے ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا**: 'آپ کو چاہئے کہ تمام افرادِ جماعت کو تلقین کریں کہ وہ نمازِ فجر مسجد میں ادا کریں۔ خاص طور پر اُن افراد کو جو مسجد کے قریب رہتے ہیں۔ آپ کو دیکھنا چاہئے کہ کِن کِن افراد کے پاس گاڑیوں میں جگہ ہے اور اُن میں سے کون دوسروں کو نماز پر لے جا سکتے ہیں۔'

ایک اَور مربی کو حضور انور نے فرمایا: 'اگر کوئی بھی شخص نمازِ فجر کے لئے مسجد میں نہیں آتا پھر بھی آپ مسجد جائیں اور مسجد کے دروازے کھولیں اور اپنی نماز مسجد میں ہی ادا کریں۔ آپ کو لازمًا دوسروں کے لئے نمونہ بننا چاہئے۔'

❁ **حضور انور نے اس بات کی اہمیت بھی واضح فرمائی کہ** آفس سے باہر جماعتی کاموں کے علاوہ مربیان کو دن بھر اپنے آفس میں ہی رہنا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ بات مقامی احمدیوں کے لئے بہت اہمیت کی حامل ہے کہ وہ اپنے مربیان سے کسی وقت بھی مِل سکیں۔

❁ **مربیان کو عمومی ہدایات نوازتے ہوئے حضور انور نے فرمایا**: 'آپ کو کم ازکم تین ماہ قبل اپنے کاموں کو حتمی شکل دینی چاہئے اور اُن جماعتوں کو بار بار نوٹس دینا چاہئے جن کا آپ نے وِزٹ کرنا ہے تا کہ وہ بھی صحیح منصوبہ بندی کے ساتھ تقریبات کی تیّاری کرسکیں جس کا بالآخر اُنہیں کو فائدہ ہوگا۔ آپ کو اس لئے جماعتوں میں نہیں بھیجا جاتا کہ آپ مقامی جماعتوں میں بتائے بغیر جائزہ لینے کے لئے جائیں بلکہ آپ کو اُن کی تربیت کے لئے، اُن کی رہنمائی کے لئے اور اُن کی مدد کے لئے وہاں بھیجا جاتا ہے۔'

❁ **حضور انور نے مزید فرمایا**: 'مربی ہونے کی حیثیت سے آپ کو کبھی بھی وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے برعکس اگر آپ کے پاس وقت ہے تو اُسے کسی تعمیری کام کے لئے صَرف کرنا چاہئے، کچھ پڑھیں اور اپنے علم میں اضافہ کریں۔ بالخصوص حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر پڑھیں اور پھر دوبارہ پڑھیں اور باقاعدگی سے The Essence of Islam کا مطالعہ کریں۔ ذاتی مطالعہ کے بغیر آپ وہ باتیں بھی بھول جائیں گے جو آپ کو پہلے سے ہی پتہ ہیں۔ جو بھی یہ سمجھتا ہے کہ جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ عالِم ہو چکا ہے وہ غلطی پر ہے۔'

❁ **ایک مربی نے حضور انور سے عرض کی کہ** جامعہ احمدیہ برطانیہ کے طلباء اور فارغ التحصیل مربیان کا حضور انور سے ایک 'خاص' تعلق ہے اور انہوں نے دوسرے ممالک سے فارغ التحصیل مربیان کی نسبت حضور انور سے زیادہ اور باقاعدگی سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: 'اس کمرے میں بھی بعض جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل مربیان بیٹھے ہیں جن سے میرا خاص تعلق ہے۔ آپ میں سے بعض باقاعدگی سے مجھے ذاتی طور پر لکھتے ہیں مگر آپ میں سے بعض بے قاعدہ ہیں۔'

میٹنگ جاری رہی اور ایک موقع پر حضور انور نے نہایت خوبصورت انداز میں فرمایا: 'خواہ آپ کا میرے سے کوئی ذاتی تعلق ہو یا نہ ہو، آپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ میں آپ میں سے ہر ایک کے لئے دعا کرتا ہوں۔'

....

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے فارغ التحصیل مربیان کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ

اسی روز سہ پہر جامعہ احمدیہ کینیڈا سے امسال (2016ء) فارغ التحصیل ہونے والے مربیان کی حضور انور کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی۔ یہ مربیان حضور انور کی ہدایت پر افریقہ جانے والے تھے تا کہ وہ وہاں کی مقامی جماعتوں میں جائیں اور چند ہفتوں کے لئے تربیت حاصل کرسکیں۔

❁ **حضور انور نے مجموعی طور پر مربیان کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا**: 'آج کی اس میٹنگ کا بنیادی مقصد آپ سے آشنائی حاصل کرنا ہے۔ لیکن چونکہ آپ عنقریب افریقہ جانے والے ہیں اس لئے مَیں آپ کو بعض نصائح کرنا چاہتا ہوں۔ یاد رکھیں، اگر آپ افریقہ کے لوگوں سے پیار محبت سے پیش آئیں گے اور اُن سے اچھا سلوک کریں گے تو وہ آپ کی خاطر مرنے کے لئے بھی تیّار ہوں گے۔ لیکن اگر آپ کسی قسم کی افسری دکھائیں گے تو وہ آپ کا ساتھ نہیں دیں گے اور وہ غصّے میں آجائیں گے۔'

حضور انور نے مزید فرمایا: 'جب آپ دُور افتادہ دیہات میں جائیں تو treated پانی پینے کی کوشش کریں یا کم ازکم اس بات کی پوری طرح تسلّی کرلیں کہ جو پانی آپ پی رہے ہیں وہ اُبلا ہوا ہو۔ اس کے علاوہ آپ کو مقامی کھانا کھانا چاہئے اور مقامی لوگوں اور جماعتوں سے ملنا جلنا چاہئے۔'

حضور انور نے اپنا ایک ذاتی واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: 'افریقہ میں رہن سہن کا معیار اب بہت بہتر ہو چکا ہے۔ لیکن جب مَیں وہاں تھا تو کبھی کبھی مجھے باہر بھی سونا پڑتا تھا۔ اس لئے اگر موقع ملے تو آپ کو بھی کم ازکم ایک دفعہ باہر سونا چاہئے۔'

حضور انور نے اس میٹنگ کو اِن الفاظ کے ساتھ ختم فرمایا: 'افریقہ کے لوگ آپ کو دیکھیں گے اور آپ کے نمونے پر چلیں گے۔ پس اگر آپ فجر کے وقت سوتے رہیں گے تو وہ یہ گمان کریں گے کہ فجر کے وقت سونا سب لوگوں کے لئے جائز ہے۔ آپ اَب مربی ہیں۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ہر قدم اور ہر کام کو دیکھ رہا ہے۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو ایمانداری اور دیانتداری کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔'

....

حضور انور کے پُرحکمت الفاظ

اسی روز شام کو مجھے حضور انور سے ملاقات کرنے کا شرف ملا اور مَیں نے حضور انور کو بتایا کہ برطانیہ کے ایک معروف انتہا پسند مسلمان عالِم کو دہشتگردکارروائیوں کی وجہ سے سزا سنائی گئی ہے۔ اور میڈیا والے مسلسل ہمارے ساتھ رابطے میں تھے اور وہ پوچھ رہے تھے کہ کیا ہم اس پر خوش اور مطمئن ہیں کہ اُسے سزا سنائی گئی ہے؟ مجھے یقین تھا کہ حضور انور مجھے کہیں گے کہ ہم خوش ہیں کیونکہ وہ دہشتگرد تھا۔ لیکن حضور انور کا جواب اس سے مختلف تھا۔ اور مَیں کبھی تصوّر بھی نہیں کرسکتا تھا کہ حضور اتنا خوبصورت جواب دیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: 'ہم اس پر کبھی بھی خوش نہیں ہو سکتے کیونکہ اس کی سزا کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان نے ملکی قوانین کی خلاف ورزی کی ہے اور اُس نے نفرت اور دہشتگردی پھیلائی ہے اور اُس نے یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کیا ہے۔ پھر ہم آج کس طرح خوش ہو سکتے ہیں؟ ہم اس خبر سے کس طرح مطمئن ہو سکتے ہیں؟'

حضور انور نے مزید فرمایا: 'یقیناً یہ بات اچھی ہے کہ اُسے اب قانون کی گرفت میں لایا گیا ہے اور مَیں امید کرتا ہوں کہ یہ دوسرے انتہا پسند لوگوں کے لئے بھی ایک تنبیہ ہوگی اور اُن لوگوں کے لئے بھی جو انتہا پسندی کی طرف مائل ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم کبھی خوش نہیں ہو سکتے کہ اسلام کے پاکیزہ نام کو ایک بار پھر بدنام کیا گیا۔ ہم کبھی خوش نہیں ہو سکتے کہ یہ شخص نفرتیں پھیلاتا تھا اور دوسرے مسلمانوں کو بھی تشدد کی طرف انگیخت کرتا تھا۔'

اختتامیہ

جلسہ سالانہ یُوکے 2016ء سے پہلے اور بعد میں کُل دو ہفتوں میں مَیں نے خلافت کی برکات کا بار بار مشاہدہ کیا۔ حضور انور نے ذاتی طور پر ہزاروں احمدیوں کو ملاقات کا شرف بخشا۔ جلسہ سالانہ کے تینوں دن حضور انور نے خطابات ارشاد فرمائے، دوسرے ملکوں سے آنے والے متعدد وفود نے حضور انور سے ملاقات کا شرف پایا۔ حضور انور نے کئی میڈیا انٹرویوز دیئے اور ساتھ ساتھ مختلف عہدیداروں، کارکنوں اور رضا کاروں کو مسلسل ہدایات سے نوازا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ حضور کے الفاظ، حضور کا پیار، حضور کی شفقت اور حضور کے کرم نے ہر قومیت سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو چُھوا۔ خلافت کی برکات کبھی ختم نہیں ہوں گی، عالمگیر سطح پر ان کا مشاہدہ ہو رہا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

(بشکریہ 'اسماعیل' میگزین اکتوبر تا دسمبر 2017ء)

☆...☆...☆

امام الزماں آخری آخری

یہ زمیں آخری یہ زماں آخری ، اور امام الزماں آخری آخری
اہلِ حق کے لئے ہے یہ بات آخری ، اِک چمکتا نشاں آخری آخری
تاجدارِ حرم کے پرستار ہیں ، عشق و مستی میں مخمور و سرشار ہیں
مانتے ہیں اُسے خاتَم الانبیاء ، رحمتِ دو جہاں آخری آخری
ایک ہی دُھن ہے اپنی کہ پیغامِ حق لے کے پہنچیں زمیں کے کناروں تلک
نیک فطرت ہے جو بھی ضرور آئے گا ہم نے دے دی اذاں آخری آخری
راہِ حق سے کبھی بھی ہٹیں گے نہیں ، عہد و پیماں سے اپنے پھریں گے نہیں
جب ضرورت پڑی جاں لُٹا دیں گے ہم ، لکھ لو میرا بیاں آخری آخری
ہم جو بے گھر ہُوئے تو کدھر جائیں گے، تیرے در سے اُٹھیں گے تو مر جائیں گے
اے مسیح الزماں! برکتوں کا نشاں یہ ترا آستاں آخری آخری
جس کو شک ہے وہ آ کر یہاں دیکھ لے، نُور ہی نُور ہے طُور ہی طُور ہے
بھر گیا ہے یقیں سے دلِ مُضطرب، چھٹ گیا ہے گُماں آخری آخری
اِک زمانہ ہُوا دُکھ اُٹھائے ہُوئے ، پُھول دے کر اُنہیں سنگ کھائے ہُوئے
ہونے والا ہے مولیٰ کی تقدیر سے فیصلہ اب یہاں آخری آخری

(حافظ فضل الرحمان بشیر۔ تنزانیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے لندن کی تین جماعتوں کی مقامی مجالس عاملہ کی ملاقاتیں

(رپورٹ: نسیم احمد باجوہ۔ مبلغ سلسلہ لندن)

مورخہ 7 جنوری 2018ء بروز اتوار پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت برطانیہ کی تین جماعتوں کی مقامی مجالس عاملہ کو شرف ملاقات بخشا۔ ان میں بیت الفتوح، بیت الفتوح ایسٹ اور بیت الفتوح ساؤتھ شامل تھیں۔ تینوں جماعتوں کے صدران بالترتیب مکرم فضل احمد طاہر صاحب، مکرم رشید احمد سجاد صاحب اور مکرم شیخ رفیق احمد صاحب ہیں۔ مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یُوکے، لندن بی کے ریجنل امیر مکرم نصیر دین صاحب اور خاکسار نسیم احمد باجوہ بطور ریجنل مشنری لندن بی کو بھی شمولیت کی سعادت ملی۔ یہ ملاقات مسجد فضل سے ملحقہ محمود ہال میں شام سوا تین بجے سے چار بجے تک ہوئی۔ اس ملاقات کی کارروائی اختصار کے ساتھ افادۂ احباب کے لئے پیش خدمت ہے۔

حضور انور کے محمود ہال میں تشریف لانے پر تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر اپنے امام کا استقبال کیا۔ حضور کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے۔ ابتدائی تعارف کے بعد حضور انور نے بیت الفتوح جماعت کے صدر صاحب سے دریافت فرمایا کہ آپ کی تجنید کیا ہے؟ عرض کیا گیا: 283۔ فرمایا اس سال کے دوران کوئی کمی بیشی ہوئی؟ عرض کیا گیا کوئی زیادہ فرق نہیں پڑا۔ فرمایا: نوجوان کتنے ہیں؟ عرض کیا گیا: 65۔ فرمایا جن کی شادیاں نہیں ہوئیں، اُن کی شادیاں کروائیں اس طرح انشاء اللہ تعداد بڑھے گی۔

بیت الفتوح اِیسٹ کے صدر صاحب سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ نماز باجماعت کی حاضری میں کیا ترقی ہوئی ہے؟ ان کا جواب سن کر فرمایا: باقاعدہ حاضری رکھا کریں۔

پھر فرمایا: ماریشس جماعت کے امیر صاحب نے بتایا کہ مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا ہے کہ جو تین ماہ کے دوران نماز باجماعت میں باقاعدہ نہ ہو جائیں انہیں مجلس عاملہ سے فارغ کر دیا جائے۔ فرمایا: مجلس عاملہ کے اراکین کو تو فعّال ہونا چاہئے۔ اگر عاملہ کا نمونہ اچھا نہیں ہوگا تو دوسروں کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا: نماز ایسی شے ہے جو خدا نے فرض کی ہے کسی انسان نے نہیں کی۔ اس لئے اس میں نمونہ بنیں۔

بیت الفتوح ساؤتھ کے صدر صاحب سے نماز باجماعت کی حاضری کے متعلق دریافت فرمایا۔ پھر اُن کا جواب سن کر فرمایا کم ازکم فجر اور عشاء باجماعت میں باقاعدہ ہونا چاہئے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو فجر اور عشاء پر نہیں آتے ان میں منافقت پائی جاتی ہے۔ عہدیداروں کو خاص طور پر توجہ کرنی چاہئے۔

فرمایا: چند دن پہلے امیر صاحب جرمنی ملاقات کے لئے آئے۔ انہوں نے کہا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے تھے جس طرح شعبہ مال کا کام ہوتا ہے اسی طرح شعبہ تبلیغ بھی کام کرے تو بہت ترقی ہوسکتی ہے۔ فرمایا مَیں چاہتا ہوں کہ جس طرح شعبہ مال کام کرتا ہے اس طرح شعبہ تربیت بھی کام کرے تو بہت ترقی ہوسکتی ہے۔

پھر فرمایا: چندوں کے لئے کم ازکم تین ماہ میں خاص زور لگا کر کام کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ عام چندوں کے لئے، ایک ماہ تحریک جدید کے لئے اور ایک ماہ وقف جدید کے لئے۔ لیکن تربیت کے لئے صرف ایک ماہ رمضان میں زور سے کام ہوتا ہے۔ اس لئے اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔

دس دس گھروں کو نماز کے لئے لے کر آئیں

صدر صاحب بیت الفتوح نے ذکر کیا کہ گزشتہ سال حضور انور نے دورانِ ملاقات فرمایا تھا دس دس ہمسایوں سے اچھے تعلقات پیدا کریں۔ چنانچہ ہم نے اس تحریک پر بفضلہٖ تعالیٰ عمل کرنے کی خاص کوشش کی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اب ہر عاملہ کا ممبر بالخصوص اور دوسرے جو نمازوں میں باقاعدہ ہیں وہ دس دس گھروں کو نماز کے لئے بھی لے کر آئیں۔

فرمایا: ایک احمدی ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا کہ ایک دفعہ وہ کام کے دوران اپنی باری کا منتظر تھا کہ نماز کا وقت آگیا۔ اُس نے اپنے سے پچھلے شخص کو کہا تم میری باری لے لو، مَیں نماز کے لئے جا رہا ہوں۔ چنانچہ جب وہ نماز پڑھ کر واپس آیا تو دیکھا کہ کوئی سواری آئی ہی نہیں اور وہ پچھلا آدمی وہیں کھڑا تھا۔ پیچھے رہنے والا اس پر شرمندہ ہوا کیونکہ وہ بھی احمدی تھا۔

فرمایا: نماز باجماعت کی عادت پیدا کرنی چاہئے جہاں بھی دوسرا آدمی میسر ہو اگر مسجد یا صلوٰۃ سنٹر سے دُور ہیں تو وہیں نماز باجماعت پڑھ لیں۔

تحریک جدید اور وقف جدید میں سب کو شامل کریں

صدر صاحب بیت الفتوح ساؤتھ نے عرض کیا کہ حضور! بفضلہٖ تعالیٰ اس سال ہماری جماعت کے سو فیصد افراد تحریک جدید اور وقف جدید میں شامل ہوئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہی کوشش ہونی چاہئے کہ تمام مرد و زن اور بچے تحریک جدید اور وقف جدید میں شامل ہوں۔

اظہار تشکّر

نائب صدر صاحب بیت الفتوح ایسٹ نے عرض کیا کہ حضور! آپ نے گزشتہ سال فرمایا تھا کہ خدام ہر ماہ Street Cleaning (سڑکوں کی صفائی) کے ذریعہ خدمت خلق کریں۔ چنانچہ ہم نے اس ارشاد کے لئے سارا سال مسلسل کوشش کی ہے۔ موصوف نے یہ بھی عرض کیا کہ حضور یہ ملاقاتوں کا سلسلہ ہماری ذاتی اصلاح اور جماعتی کاموں کی ترقی کے لحاظ سے بہت ہی مفید ہے۔ اس پر ہم حضور کے بہت ہی ممنون ہیں۔

اگلی نسل کو تبلیغ کے لئے تیار کریں

ایک دوست نے اپنے بعض ذاتی تجربات بتائے کہ کس طرح وہ اخبارات میں مخالف اسلام شائع ہونے والے خطوط کا جواب لکھتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگلی نسلوں کو بھی یہ واقعات بتائیں اور انہیں ان تبلیغی کاموں کے لئے تیار کریں۔

اراکین مجلس عاملہ تبلیغی رابطے بڑھائیں

ایک سیکرٹری صاحب تبلیغ نے ہمسایوں سے اچھے تعلقات کے متعلق رپورٹ پیش کی۔ اس پر حضور انور نے دریافت فرمایا کہ مجلس عاملہ کے اراکین کے کتنے تبلیغی رابطے ہیں؟ انہیں اپنے تبلیغی رابطے بڑھانے چاہئیں۔

ٹیکسی ڈرائیور جماعتی لٹریچر تقسیم کریں

ایک ممبر عاملہ نے عرض کیا کہ وہ ٹیکسی ڈرائیور ہیں اور اپنی سواریوں کو جماعت کا تعارف کرواتے ہیں اور لٹریچر بھی تقسیم کرتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ تمام احمدی ٹیکسی ڈرائیورز کو مختلف زبانوں میں تعارفی لٹریچر مہیا کیا جائے تا کہ وہ اپنی اپنی سواریوں میں لٹریچر تقسیم کرسکیں۔ اس طرح نہ صرف برطانیہ میں بلکہ باہر کے ممالک سے آنے والے زائرین کے ذریعہ دوسرے ممالک تک بھی پیغام پہنچے گا۔ فرمایا: اس کی تمام احمدی ٹیکسی ڈرائیوروں کو تحریک کریں۔

قیدیوں سے بھی رابطہ کریں

ایک ممبر مجلس عاملہ نے عرض کیا کہ وہ Detention Centre بھی جاتے ہیں اور قیدیوں کی مدد کرتے ہیں اور انہیں جماعت کا بھی تعارف کراتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ امریکہ میں اس سلسلہ میں کافی کام ہو رہا ہے۔ یہاں بھی قیدیوں سے رابطے پیدا کرنے چاہئیں، ان کی مدد بھی کی جائے اور انہیں جماعت کا تعارف بھی کرایا جائے۔

15 سے 18 سال کے نوجوان بچے بچیوں کی تربیت کا خاص خیال رکھیں

دو قائدین خدام الاحمدیہ نے عرض کیا کہ ہم Care Homes میں جاتے ہیں اور خدمت خلق کا کام کرتے ہیں۔ فرمایا: اگر نوجوان بچے بچیوں کو سنبھال لیا جائے تو یہ بہت اہم کام ہے کیونکہ عام طور پر 15 سے 18 سال کے نوجوان بچے بچیوں کو اگر اچھا ماحول نہ ملے تو اُن کے بگڑنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

مذہب کی ضرورت اور خدا کی ہستی پر پمفلٹ تقسیم کریں

بیت الفتوح ایسٹ کے صدر صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے ارشاد کے مطابق 3500 گھروں تک پیغام پہنچانے اور ہمسایوں سے اچھے تعلقات کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایسے پمفلٹ تقسیم کئے جائیں کہ انسان کو مذہب کی ضرورت ہے۔ اسی طرح یہ کہ خدا تعالیٰ واقعی موجود ہے تا کہ دہریت کے اثر کو زائل کیا جائے۔

خدام کے لئے اس سال کا موضوع (Theme) نماز ہے

ایک قائد صاحب نے خدام کے کاموں کا ذکر کیا۔ اس پر فرمایا کہ اس سال مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ کیا موضوع (Theme) رکھیں تو مَیں نے کہا تھا کہ نماز رکھیں۔

پھر حضور نے فرمایا کہ خدّام خدّام کی زیادہ بات مانتے ہیں اس لئے خدّام کو خدّام کی تربیت کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

کتاب "Jesus in India" کی کرسمس پر تقسیم

ایک ممبر مجلس عاملہ نے عرض کیا کہ کرسمس کے دنوں میں عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' کا ترجمہ) Jesus in India کو دلچسپی سے لیتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو آپ اس کتاب کی مرکز کو Demand بھجوائیں اور کتب حاصل کر کے تقسیم کریں۔

حضور نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ آپ کتب کیسے حاصل کرتے ہیں؟ ایک صدر صاحب نے کہا کہ ہم اپنے پاس سے کتب خرید لیتے ہیں اور پھر خرچ کردہ رقم بِل میں بھیج دیتے ہیں، ادائیگی ہو جاتی ہے اس لئے کوئی دقّت نہیں ہوتی۔

ایرانیوں میں فارسی لٹریچر کی تقسیم

ایک ممبر عاملہ نے عرض کیا کہ یہاں ایرانی بھی کافی ہیں۔ جب بھی موقع ملتا ہے انہیں وہ تبلیغ کرتے ہیں لیکن فارسی میں مزید لٹریچر کی ضرورت ہے۔

فرمایا: تصنیف سے مل کر فارسی زبان میں لٹریچر حاصل کریں۔

نیز فرمایا کہ ایران میں ہمارے دو مربی فارسی زبان سیکھ رہے ہیں اور ساتھ ہی تبلیغ بھی کرتے ہیں اور لوگ بیعتیں بھی کر رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یورپ میں کافی ایرانی ہیں ان کو ان کی زبان میں لٹریچر پہنچانا چاہئے۔

نومبایعین کو نماز سکھائیں

ایک دوست نے ذکر کیا کہ خدا کے فضل سے انہیں گزشتہ کچھ عرصہ کے دوران تین بیعتیں کروانے کی توفیق ملی ہے۔

فرمایا: اب انہیں نماز سکھائیں اور نماز کی عادت ڈالیں۔

خدا کے فضل سے یہ ملاقات ایک خاص روحانی ماحول میں منعقد ہوئی جو خدّام احمدیت کے لئے ایک عظیم علمی اور روحانی مائدہ تھا۔

پروگرام کے آخر میں تینوں جماعتوں نے علیحدہ علیحدہ اپنے آقا کے ساتھ گروپ فوٹو بنوائے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کو ہر طرح خیر و عافیت سے رکھے، غیر معمولی تائید و نصرت سے نوازتا رہے اور ہم خدّام خلافت کو ہمیشہ اطاعت و وفا اور عجز و انکساری کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق دے۔ آمین

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

بدرسوم۔ گلے کا طوق

وحید احمد رفیق

قسط3

شادی سے متعلقہ بدرسوم

رشتہ کرتے وقت صرف تقویٰ مدِ نظر رہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہماری قوم میں یہ بھی ایک بدرسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریقہ ہے جو احکام شریعت کے بالکل برخلاف ہے۔ بنی آدم سب خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ رشتہ ناطہ میں یہ بات دیکھنا چاہیے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجبِ فتنہ ہو اور یاد رکھنا چاہیے کہ (دین حق) میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ یعنی تم میں سے خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ تر بزرگ وہی ہے۔ جو زیادہ تر پرہیزگار ہے۔‘‘

(فتاویٰ احمدیہ صفحہ 8 بحوالہ فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 144-145)

... ...

پہلی بیوی والے کو دوسرا رشتہ نہ دینا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’بعض جاہل مسلمان اپنے ناطہ رشتہ کے وقت یہ دیکھ لیتے ہیں کہ جس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا منظور ہے اس کی پہلی بیوی بھی ہے یا نہیں۔ پس اگر پہلی بیوی موجود ہو تو ایسے شخص سے ہرگز نکاح کرنا نہیں چاہتے۔ سو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے لوگ بھی صرف نام کے مسلمان ہیں اور ایک طور سے وہ ان عورتوں کے مددگار ہیں جو اپنے خاوندوں کے دوسرے نکاح سے ناراض ہوتی ہیں۔ سو ان کو بھی خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔‘‘

(فتاویٰ احمدیہ جلد دوم صفحہ 9-8 بحوالہ فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ نمبر 145)

... ...

نسبت یا منگنی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’منگنی تو ہوتی ہی اسی لئے ہے کہ اس عرصہ میں تمام حسن و قبح معلوم ہو جاویں۔ منگنی نکاح نہیں ہے کہ اس کو توڑنا گناہ ہو‘‘۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ نمبر 231)

... ...

منگنی پر مٹھائی تقسیم کرنا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’نسبتوں کی تقریب پر جو شکر وغیرہ بانٹتے ہیں دراصل یہ بھی اس غرض کے لیے ہوتی ہے کہ دوسرے لوگوں کو خبر ہو جاوے اور پیچھے کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔ مگر اب یہ اصل مطلب مفقود ہو کر اس کی جگہ صرف رسم نے لے لی ہے۔ اور اس میں بہت سی باتیں اور پیدا کی گئی ہیں۔ پس ان کو رسوم نہ قرار دیا جاوے بلکہ یہ رشتہ ناطہ کو جائز کرنے کے لیے ضروری امور ہیں۔ یاد رکھو جن امور سے مخلوق کو فائدہ پہنچتا ہے شرع اس پر ہرگز زد نہیں کرتی۔ کیونکہ شرع کی خود یہ غرض ہے کہ مخلوق کو فائدہ پہنچے۔ آتش بازی اور تماشا وغیرہ یہ بالکل منع ہیں۔ کیونکہ اس سے مخلوق کو کوئی فائدہ بجز نقصان کے نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 310)

... ...

مہندی یا رسم حنا

جو رسوم بیاہ شادی کے موقعہ پر بڑی تیزی کے ساتھ معاشرے میں جگہ پا رہی ہیں اور انہیں بڑے اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے ان میں سے ایک مہندی کے نام سے موسوم ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے یہ شادی سے الگ فنکشن ہے۔ اس موقعہ پر مدعووین کو بلانے کے لئے ایک الگ دعوتی کارڈ رسم حنا یا رونق کے نام پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ تقسیم کرنے والے خود اس کا نام رسم رکھ کر گویا اقرار کر رہے ہوتے ہیں کہ یہ ایک رسم ہے۔ اس موقعہ پر ماحول کو رنگ دینے کے لئے بے جا اسراف سے کام لیا جاتا ہے۔ بچیاں مہنگے سے مہنگے پیلے رنگ کے سوٹ سلواتی ہیں۔ لڑکے اپنے گلوں میں زرد رنگ کے پٹکے لٹکاتے ہیں۔ زرد رنگ کے اصلی اور کاغذی پھولوں سے ماحول کو سجایا جاتا ہے۔ باقاعدہ سٹیج تیار کروایا جاتا ہے جس پر الگ سے ہزاروں کا خرچ کیا جاتا ہے۔ پیلے رنگ کے بلبوں اور قمقموں سے اجالا کیا جاتا ہے اور دلہن کو اس ماحول میں بٹھا کر ہاتھ میں ٹشو رکھ کر مہندی اس پر رکھی جاتی ہے اور ویڈیو کے ذریعہ محفوظ کیا جاتا ہے۔ یہ سب بناوٹی عمل ہے اور پھر بعض جگہوں پر ڈھولکی، ناچ، گانے اور بھنگڑے بھی ڈالے جاتے ہیں۔ اس موقعہ پر ایک چھوٹی بارات لڑکے والے تیار کر کے لاتے ہیں۔ گویا اسے شادی کے موقعہ پر الگ فنکشن کی شکل دی جانے لگی ہے۔ اسی طرح لڑکے کی بھی باقاعدہ مہندی کی رسم ادا کی جاتی ہے، اسے سرخ دوپٹہ کے سائے میں پنڈال میں لایا جاتا ہے، مہندی لگائی جاتی ہے اور جس طرح لڑکی کی مہندی کی رسم ہوتی ہے بعینہ اسی طرح لڑکے کی مہندی کی رسم کی جاتی ہے۔

... ...

شادی کارڈز پر مہندی، رسم حنا کا دعوت نامہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شادی کارڈ ملنے پر جس پر ’مہندی کا دعوت نامہ‘ لکھا تھا 25-03-1998 کو ایک خط تحریر فرمایا جس میں نہایت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

’’آپ نے اپنی بیٹی کی شادی کا دعوت نامہ بھیجا ہے۔ لیکن آپ کو اتنی بھی باک نہیں کہ اس کے ساتھ آپ نے مجھے بھی مہندی کی رسم میں شمولیت کا کارڈ اٹھا کر بھجوا دیا ہے۔ حالانکہ ایسی رسمیں سراسر سلسلہ کی روایات کے خلاف ہیں اور میری واضح ہدایات ہیں کہ بطور رسم ہرگز مہندی وغیرہ کی تقریب نہیں ہونی چاہیے۔ ہاں گھر میں بہنیں اور چند سہیلیاں مل کر بے تکلف مجالس لگا لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ میری واضح ہدایت ہے۔ لیکن آپ نہ صرف اس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر رہے ہیں بلکہ مجھے بھی اس کے لیے دعوتی کارڈ بھجوا رہے ہیں۔ اللہ آپ کو سمجھ دے۔‘‘

(ماہنامہ مصباح جولائی اگست 2009ء صفحہ 25-24)

... ...

مہندی کی رسم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ’’فی ذاتہ اس میں قباحت نہیں کہ اس موقع پر بچی کی سہیلیاں اکٹھی ہوں اور خوشی منائیں۔ طبعی اظہار تک اس کو رکھا جائے تو اس میں حرج نہیں لیکن اگر اس کو رسم بنا لیا جائے کہ باہر سے دولہا والے ضرور مہندی لے کر چلیں تو ظاہر ہے کہ اس میں ضرور تصنع پایا جاتا ہے۔ بچی کی مہندی گھر پر ہی تیار ہونی چاہیے۔ اس کے لئے ایک چھوٹی سی بارات بنانے کا رواج قباحتیں پیدا کرے گا۔ اس موقع پر دولہا والوں کی طرف سے باقاعدہ ایک وفد بنا کر حاضر ہونا اور اس موقعہ پر اس کے لوازمات کے طور پر پُرتکلف کھانے وغیرہ وغیرہ یہ جب ایک رسم بن جائے تو سوسائٹی پر بوجھ بن جاتا ہے۔‘‘ (الفضل 26 جون 2002ء صفحہ 4)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:

’’مہندی کی ایک رسم ہے۔ اس کو بھی شادی جتنی اہمیت دی جانے لگی ہے۔ اس پر دعوتیں ہوتی ہیں، کارڈ چھپوائے جاتے ہیں، سٹیج سجائے جاتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ کئی دن دعوتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور شادی سے پہلے ہی جاری ہو جاتا ہے اور ہر دن نیا سٹیج بھی سج رہا ہوتا ہے اور پھر اس بات پر بھی تبصرے ہوتے ہیں کہ آج اتنے کھانے پکے اور آج اتنے کھانے پکے۔ یہ سب رسومات ہیں جنہوں نے وسعت نہ رکھنے والوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور غیر احمدی تو یہ کرتے ہی تھے۔ اب بعض احمدی گھرانوں میں بھی بہت بڑھ بڑھ کر ان لغو اور بیہودہ رسومات پر عمل ہو رہا ہے یا بعض خاندان اس میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ بجائے اس کے کہ زمانہ کے امام کی بات مان کر رسومات سے بچتے، معاشرہ کے پیچھے چل کر ان رسومات میں جکڑتے چلے جا رہے ہیں۔ چند ماہ پہلے مَیں نے اس طرف توجہ دلائی تھی کہ مہندی کی رسم پر ضرورت سے زیادہ خرچ اور بڑی بڑی دعوتوں سے ہمیں رکنا چاہئے۔ تو اس دن یہاں لندن میں بھی ایک احمدی گھر میں مہندی کی دعوت تھی۔ جب انہوں نے میرا خطبہ سنا تو انہوں نے دعوت کینسل (Cancel) کر دی اور لڑکی کی چند سہیلیوں کو بلا کر کھانا کھلا دیا اور باقی جو کھانا پکا ہوا تھا یہاں بیت الفتوح میں ایک فنکشن (Function) تھا اس میں بھیج دیا۔ تو یہ ہیں وہ احمدی جو توجہ دلانے پر فوری ردّعمل دکھاتے ہیں اور پھر معذرت کے خط بھی لکھتے ہیں۔ لیکن مجھے بعض شکایات پاکستان سے اور ربوہ سے بھی ملی ہیں۔ بعض لوگ ضرورت سے زیادہ اب ان رسموں میں پڑنے لگ گئے ہیں اور ربوہ کیونکہ چھوٹا سا شہر ہے اس لئے ساری باتیں فوری طور پر وہاں نظر بھی آ جاتی ہیں۔ اس لئے اب مَیں کھل کر کہہ رہا ہوں کہ ان بیہودہ رسوم و رواج کے پیچھے نہ چلیں اور اسے بند کریں۔‘‘ (خطبہ جمعہ مورخہ 15-01-2010 الفضل انٹرنیشنل 5 فروری 2010ء)

... ...

شادی کے موقع پر لڑکی یا لڑکے والوں کی طرف سے مطالبات

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے متعدد مرتبہ اپنے خطبات نکاح میں جماعت کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ مطالبات نہ کیا کریں۔ 27 مارچ 1931ء کو خطبہ نکاح پڑھتے ہوئے فرمایا:

’’اس امر کی طرف اپنی جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ رسمیں خواہ کسی رنگ میں ہوں بُری ہوتی ہیں اور مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں نے اگر بعض رسمیں مٹائی ہیں تو دوسری شکل میں بعض اختیار بھی کر لی ہیں۔ نکاحوں کے موقع پر پہلے تو گھروں میں فیصلہ کر لیا جاتا تھا کہ اتنے زیور اور کپڑے لیے جائیں گے۔ پھر آہستہ آہستہ ایسی شرائط تحریروں میں آنے لگیں۔ پھر میرے سامنے بھی پیش ہونے لگیں۔ شریعت نے صرف مہر مقرر کیا ہے اس کے علاوہ لڑکی والوں کی طرف سے زیور اور کپڑے کا مطالبہ ہونا بے حیائی ہے اور لڑکی بیچنے کے سوا اس کے اور کوئی معنے میری سمجھ میں نہیں آتے... میں آئندہ کے لیے اعلان کرتا ہوں کہ اگر مجھے علم ہو گیا کہ کسی نکاح کے لیے زیور اور کپڑے وغیرہ کی شرائط لگائی گئی ہیں یا لڑکی والوں نے ایسی تحریک بھی کی ہے تو ایسے نکاح کا اعلان مَیں نہیں کروں گا۔‘‘

(الفضل 7 اپریل 1931ء)

پھر ایک مرتبہ فرمایا: ’’بعض دفعہ ایسی غیر معقول باتیں کرتے ہیں اور ایسی لغو شرطیں لگاتے ہیں کہ حیرت آتی ہے۔ مثلاً بعض لوگ جہیز کی شرطیں لگاتے ہیں۔ اتنا سامان ہو تو ہم شادی کریں گے۔ یہ سب لغو ہے۔ مَیں متواتر سالہا سال سے جماعت کو توجہ دلا رہا ہوں کہ ان کی اصلاح کی جائے۔ اگر جماعت کے لوگ اس طرف توجہ کریں تو بہت جلد اصلاح ہو سکتی ہے۔ اگر وہ عہد کر لیں کہ ہر ایسی شادی جس میں فریقین میں سے کسی کی طرف سے بھی ایسی شرطیں عائد کی گئی ہوں تو ہم اس میں شریک نہ ہوں گے تو دیکھ لو تھوڑے ہی عرصہ میں وہ لوگ ندامت محسوس کرنے لگیں گے اور ان شنیع حرکات سے باز آ جائیں گے۔ بھلا اس سے زیادہ اور کیا ذلیل کُن بات ہو سکتی ہے کہ لڑکیوں کے چارپایوں کی طرح سودے کیے جائیں اور منڈی میں رکھ کر ان کی قیمت بڑھائی جائے۔ پس ہماری جماعت کو ایسی شنیع حرکات سے بچنا چاہیے اور عہد کرنا چاہیے کہ ایسی شادی میں کبھی شامل نہ ہوں گے خواہ وہ سگے بھائی یا بہن کی ہو۔‘‘ (الفضل 18 اپریل 1947ء)

... ...

جہیز

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے پاس ایک دفعہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں سیّد ہوں۔ میری بیٹی کی شادی ہے۔ آپ اس موقعہ پر میری کچھ مدد کریں۔ حضرت خلیفہ اوّل یوں تو بڑے مخیر تھے مگر طبیعت کا رجحان ہے جو بعض دفعہ کسی خاص پہلو کی طرف ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا:-

’’مَیں تمہاری بیٹی کی شادی کے لئے وہ سارا سامان تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں جو رسول کریم ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ کو دیا تھا۔ وہ یہ سنتے ہی بے اختیار کہنے لگا۔ آپ میری ناک کاٹنا چاہتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اوّل نے فرمایا کیا تمہاری ناک محمد رسول اللہ ﷺ کی ناک سے بھی بڑی ہے۔ تمہاری عزت تو سیّد ہونے میں ہے۔ پھر اگر اس قدر جہیز دینے سے رسول کریم ﷺ کی ہتک نہیں ہوئی تو تمہاری کس طرح ہو سکتی ہے۔‘‘

(حیات نور صفحہ 530-529)

... ...

جہیز یا بَری کی چیزوں کی نمائش

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 9 فروری 1921ء کو ایک نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ

’’لوگوں میں رواج ہے کہ جہیز وغیرہ دکھاتے ہیں۔ اس رسم کو چھوڑنا چاہیے۔ جب لوگ دکھاتے ہیں تو دوسرے پوچھتے ہیں۔ جب دکھانے کی رسم بند ہو گئی تو لوگ پوچھنے سے بھی ہٹ جائیں گے۔‘‘

(الفضل 17 فروری 1921ء)

... ...

شادی کے موقع پر نمود و نمائش

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ تم میرے سے اس بات پر بھی عہد بیعت کرو کہ رسم و رواج کے پیچھے نہیں چلو گے۔ ایسے رسم و رواج جو تم نے دین میں صرف اور صرف اس لیے شامل کر لیے ہیں کہ تم جس معاشرے میں رہ رہے ہو اس کا وہ حصہ ہیں۔ دوسرے مذاہب میں چونکہ وہ رسمیں تھیں اس لیے تم نے بھی اختیار کر لیں۔ مثلاً شادی بیاہ کے موقع پر بعض فضول قسم کی رسمیں ہیں جیسے بَری کو دکھانا یا وہ سامان جو دولہا والے دلہن کے لیے بھیجتے ہیں اس کا اظہار، پھر جہیز کا اظہار باقاعدہ نمائش لگائی جاتی ہے۔ اسلام تو صرف حق مہر کے اظہار کے ساتھ نکاح کا اعلان کرتا ہے۔ باقی سب فضول رسمیں ہیں۔ ایک تو بَری یا جہیز کی نمائش سے ان لوگوں کا مقصد جو صاحب توفیق ہیں صرف بڑھائی کا اظہار کرنا ہوتا ہے کہ دیکھ لیا ہمارے شریکوں نے بھائی بہن یا بیٹا بیٹی کو شادی پر جو کچھ دیا تھا ہم نے دیکھو کس طرح اس سے بڑھ کر دیا ہے۔ صرف مقابلہ اور نمود و نمائش ہے۔ آج کل آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے یہاں آنے کے بعد بہت نوازا ہے۔ بہت کشائش عطا فرمائی ہے۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کی برکت ہے اور ان قربانیوں کا نتیجہ ہے جو آپ کے بزرگوں نے دیں اور ان کی دعاؤں کی برکت ہے۔ تو بعض ایسے ہیں جو بجائے اس کے کہ ان فضلوں اور برکتوں کا اظہار اس کے حضور جھکتے ہوئے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے کریں اس کی بجائے شادی بیاہوں میں نام و نمود کی خاطر، خودنمائی کی خاطر ان رسموں میں پڑ کر یہ اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر شادیوں پر، ولیموں پر کھانوں کا ضیاع ہو رہا ہوتا ہے اور دکھاوے کی خاطر کئی کئی ڈشیں بنائی جا رہی ہوتی ہیں تو جو غریب یا کم استطاعت والے لوگ ہوتے ہیں وہ بھی دیکھا دیکھی جہیز وغیرہ کی نمائش کی خاطر مقروض ہو رہے ہوتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ بچیوں والے لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کے مطالبہ کی وجہ سے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ بہو جہیز بھی نہیں لائی، مقروض ہوتے ہیں۔ تو لڑکے والوں کو بھی کچھ خوف خدا کرنا چاہیے۔ صرف رسموں کی وجہ سے، اپنا ناک اونچا رکھنے کی وجہ سے غریبوں کو مشکلات میں، قرضوں میں نہ گرفتار کریں۔''

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 93-92)

... ...

جہیز اور بَری دینا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

''اس میں شُبہ نہیں کہ جہیز اور بَری کی رسوم بہت بُری ہیں۔ اس لیے جتنی جلدی ممکن ہو ان کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے .... ایسی وباء اور مصیبت جو گھروں کو تباہ کر دیتی ہے اس قابل ہے کہ اسے فی الفور مٹا دیا جائے اور میں نے دیکھا ہے کہ اچھے اچھے گھرانے اس رسم میں بہت بُری طرح مبتلا ہیں اور مجھے اس کے اظہار میں کوئی شرم نہیں محسوس ہوتی کہ ہمارے اپنے گھر کی مستورات کو بھی اس بات کا خیال رہتا ہے اور میں نے اُن کے منہ سے ایسے کلمات ضرور سُنے ہیں کہ کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیے۔ عام طور پر اپنی مالی حالت کو دیکھا نہیں جاتا۔ پس اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نہ صرف جہیز بلکہ بَری بھی بُری چیز ہے۔ اپنی استطاعت کے مطابق جہیز دینا تو پھر بھی ثابت ہے لیکن بَری کا اس رنگ میں جیسے کہ اب مروج ہے مجھے اب تک کوئی حوالہ نہیں ملا۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ جہیز بھی اگر کوئی دے سکے تو نہ دے، ایسے موقعوں پر ہمارے لیے سنّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرزِ عمل ہے۔ قرآن کریم سب سے مقدّم ہے اور جن مسائل کے متعلق وہ خاموش ہے اُن کے لیے حدیث کو دیکھنا جائز ہے۔...''

(کتاب اوڑھنی والیوں کے لیے پھول۔ صفحہ 240–241 ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

... ...

شادیوں میں بے جا خرچ اور بھاجی تقسیم کرنا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''ہماری قوم میں ایک یہ بھی بدرسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کھانا یہ دونوں باتیں عندالشرع حرام ہیں اور آتش بازی چلانا اور رنڈی، بھڑوؤں، ڈوم دھاڑیوں کو دینا یہ سب حرام مطلق ہے۔ ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے اور گناہ سر پر چڑھتا ہے۔''

(فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ نمبر 145)

... ...

دولت کو خاک کی طرح اڑانا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:-

''... بہت سے امیر ہمارے ایسے ہیں جو اتنی زیادہ حرکتیں کرتے ہیں شادیوں پر کہ کراہت آنی چاہیے۔ ان پر رحم آنا چاہیے۔ وہ ساری بے ہودہ باتیں جس سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نکالا، روشنیوں میں لے کر آئے، وہ نقالی کرتے ہوئے سب باتیں دہرانا چاہتے ہیں۔ بعضوں کے ہاں سنا ہے بینڈ بھی آجاتے ہیں اور بیہودہ باتیں بے حد ضیاع دولت کا۔ اس طرح لٹانا کہ جس طرح خاک اڑائی جا رہی ہو۔ اس کی کوئی قدر نہیں ہوتی اور یہ نہیں سوچتے قرآن کریم نے دولت کے بعض مصارف کو تمہارے فائدے کا نہیں بلکہ نقصان کا موجب بتایا ہے۔ کہتا ہے یہ شیطان کے بھائی ہیں، جو اس طرح اپنے رزق کو برباد کرتے ہیں اور جس طرز سے وہ شادیاں مناتے ہیں۔ اس کے اوپر کوئی دلیل کے ساتھ حرف رکھ سکے یا نہ رکھ سکے۔ لیکن مزاج بول رہا ہوتا ہے کہ یہ احمدیت کے مزاج سے ہٹ چکے ہیں۔ یہ دنیاداری کے مزاج میں داخل ہو رہے ہیں۔ اب انہیں کہیں گے تو ناراض ہوں گے تم کون ہوتے ہو۔ کیا مطلب ہے ہر بات میں قانون۔ نظام جماعت کیا چیز ہے۔ کہیں یا نہ کہیں دل میں یہی سوچتے ہیں۔ ہوتا کون ہے کوئی روکنے والا ہمیں۔ ان کو کرنے دو۔ انہوں نے اپنی دنیا الگ بنالی ہے تم جلتے کیوں ہو۔ تمہیں شکر کرنا چاہیے۔ اللہ نے یہ دنیا تمہاری نہیں بنائی۔ پس زیادہ سے زیادہ یہ حق ہے کہ ان کو سمجھاؤ کہ اللہ کا خوف کرو۔ اس طرح پیسے برباد نہ کرو۔ نئی رسمیں جاری نہ کرو۔

(مجلس عرفان 11 فروری 1994ء روزنامہ الفضل 19 جولائی 2002ء)

... ...

شادیوں پر صدہا روپیہ کا ضیاع

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں:-

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ''ہماری قوم میں یہ بھی ایک بدرسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے۔ آج سے سو سال پہلے یا اس سے زیادہ پہلے اس زمانے میں تو صدہا روپیہ کا خرچ بھی بہت بڑا خرچ تھا۔ لیکن آج کل تو صدہا کیا لاکھوں کا خرچ ہوتا ہے اور اپنی بساط سے بڑھ کر خرچ ہوتا ہے۔ جو شاید اس زمانے کے صدہا روپوں سے بھی اب زیادہ ہونے لگ گیا ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ''آتش بازی وغیرہ بھی حرام ہے''۔

شادیوں پر آتش بازی کی جاتی ہے۔ اب لوگ اپنے گھروں میں چراغاں بھی شادیوں پر کرتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ کر لیتے ہیں۔ ایک طرف تو پاکستان میں ہر طرف یہ شور پڑا ہوا ہے ہر آنے والا یہی بتاتا ہے۔ اخباروں میں بھی یہی آ رہا ہے کہ بجلی کی کمی ہے، کئی کئی گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ مہنگائی نے کمر توڑ دی ہے اور دوسری طرف بعض گھر ضرورت سے زیادہ اسراف کر کے نہ صرف ملک کے لئے نقصان کا باعث بن رہے ہیں بلکہ گناہ بھی مول لے رہے ہیں۔ اس لئے پاکستان میں عموماً احمدی اس بات کی احتیاط کریں کہ فضول خرچی نہ ہو اور ربوہ میں خاص طور پر اس بات کا لحاظ رکھا جائے اور ربوہ میں یہ صدر عمومی کی ذمہ داری ہے کہ اس بات کی نگرانی کریں کہ شادیوں پر بے جا اسراف اور دکھاوا اور اپنی شان اور پیسے کا اظہار جو ہے وہ نہیں ہونا چاہئے۔ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ غمی کے موقعوں پر جو رسوم ہیں ان سے تو بچے ہوئے ہیں ساتواں، دسواں، چالیسواں، یہ غیر احمدیوں کی رسمیں ہیں ان پر عمل نہیں کرتے۔ جو بعض دفعہ بلکہ اکثر دفعہ، اکثر یہی ہوتا ہے کہ یہ رسمیں گھر والوں پر بوجھ بن رہی ہوتی ہیں یہ رسمیں۔ لیکن اگر معاشرے کے زیر اثر ایک قسم کی بدرسومات میں مبتلا ہوئے تو دوسری قسم کی رسومات بھی راہ پا سکتی ہیں اور پھر اس قسم کی باتیں یہاں بھی شروع ہو جائیں گی''۔

(خطبہ جمعہ مورخہ 15-01-2010 الفضل انٹرنیشنل 5 فروری 2010ء)

... ...

ملکی قانون کی پاسداری ہمارا فرض ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:-

''پس ہر احمدی کو اپنے مقام کو سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر احسان کرتے ہوئے اسے مسیح و مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اب یہ فرض ہے کہ صحیح اسلام کی تعلیم پر عمل ہو۔ شادی بیاہ کے لئے اسلام کی تعلیم میں جو فرائض ہیں وہ شادی کا ایک فرض ہے۔ اس کے لیے ایک فنکشن کیا جا سکتا ہے۔ اگر توفیق ہو تو کھانا وغیرہ بھی کھلایا جا سکتا ہے۔ یہ بھی فرض نہیں کہ ہر بارات جو آئے اس میں مہمان بلا کے کھانا کھلایا جائے اگر دُور سے بارات آ رہی ہے تو صرف باراتیوں کو ہی کھانا کھلایا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر ملکی قانون روکتا ہے تو کھانے وغیرہ سے رکنا چاہئے اور ایک محدود پیمانے پر صرف اپنے گھر والے یا جو چند باراتی ہیں وہ کھانا کھائیں۔ کیونکہ پاکستان میں ایک وقت میں ملکی قانون نے پابندی لگائی ہوئی تھی۔ اب کیا صورت حال ہے مجھے علم نہیں۔ لیکن کچھ حد تک پابندی تو اب بھی ہے۔''

(خطبہ جمعہ مورخہ 15-01-2010 الفضل انٹرنیشنل 5 فروری 2010ء)

... ...

آتش بازی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''رنڈی کا تماشا یا آتش بازی فسق و فجور اور اسراف ہے۔ یہ جائز نہیں۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 227)

... ...

دَف سے اعلان

پھر فرمایا:-

''جو چیز بُری ہے وہ حرام ہے اور جو چیز پاک ہے وہ حلال۔ خدا تعالیٰ کسی پاک چیز کو حرام قرار نہیں دیتا بلکہ تمام پاک چیزوں کو حلال فرماتا ہے۔ ہاں جب پاک چیزوں ہی میں بُری اور گندی چیزیں ملائی جاتی ہیں تو وہ حرام ہو جاتی ہیں۔ اب شادی کو دف کے ساتھ شہرت کرنا جائز رکھا گیا ہے۔ لیکن اس میں جب ناچ وغیرہ شامل ہو گیا تو وہ منع ہو گیا۔ اگر اسی طرح پر کیا جائے جس طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو کوئی حرام نہیں۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 355-354)

آپ مزید فرماتے ہیں:-

''دَف کے ساتھ شادی کا اعلان کرنا بھی اس لیے ضروری ہے کہ آئندہ اگر جھگڑا ہو تو ایسا اعلان بطور گواہ ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی اگر کوئی شخص نسبت اور ناطہ پر شکر وغیرہ اس لیے تقسیم کرتا ہے کہ وہ ناطہ پکا ہو جاوے تو گناہ نہیں ہے اگر یہ خیال نہ ہو بلکہ اس سے مقصد صرف اپنی شہرت اور شیخی ہو تو پھر جائز نہیں۔''

(الحکم 17 اپریل 1903ء صفحہ 2)

... ...

ڈھولک بجانا

ایک خاتون کے سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

''شادی میں ڈھولک جتنا چاہیں بجائیں۔ یہ منع نہیں ہے، گانا بھی گائیں۔ آخر شادی اور موت میں کچھ فرق تو ہونا چاہئے۔ لیکن ایسے مواقع پر ناجائز رسمیں نہ کریں۔ ناجائز رسمیں بظاہر معصوم بھی ہوں تو نہ کریں کیونکہ وہ معاشرہ کو بوجھل بنا دیں گی اور مصیبتوں میں مبتلا کر دیں گی۔ لیکن اسلام نے جس حد تک جائز خوشی کا اظہار رکھا ہوا ہے اس میں منع نہیں کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں کی بچیاں دف بجا رہی تھیں جو ڈھولک ہی کی ایک قسم ہے اور گیت گا رہی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں کیا بلکہ پسند فرمایا۔ آپ ﷺ کے ساتھ مرد بھی تھے انہوں نے بھی سنا۔

پھر فرمایا۔ اگر عورت کی آواز میں پاکیزہ گیت گایا جا رہا ہو اور اس کے نتیجہ میں شر پیدا نہ ہوتا ہو تو کہاں منع کیا ہوا ہے خدا نے۔ اگر عورت کی آواز سننا منع ہے تو مرد کی بھی منع ہونی چاہئے۔ وہ عورت کے دل میں تحریک پیدا کرے گی... اگرچہ ڈھولک بجانے کی بات اور ہے لیکن اس میں بھی اگر اس قسم کے گیت گائے جائیں جن سے معاشرہ میں گند نہ پھیلے تو جائز ہے لیکن ڈھولک پر گندی گالیاں دینا اور سٹھنیاں دینا لغویات ہیں۔ ان کو آپ اختیار نہ کریں۔ عام گیت چھیڑ چھاڑ کے، پیار کی باتیں ہیں، مذاق بھی ہوتے ہیں، جائز ہیں۔ اس میں گندگی اور غلاظتیں نہیں ہونی چاہئے۔''

(مجلس عرفان شائع شدہ لجنہ اماء اللہ کراچی صفحہ 134–135)

(باقی آئندہ)

تفسیر

سورۃ القریش

[حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاءِ کرام کی بیان فرمودہ تفاسیر سے انتخاب]

(قسط نمبر 2)

☆ ہاشم کے زمانہ میں شام اور یمن کی طرف تجارتی قافلے جاری کرنے کی سکیم بھی اسی الٰہی تدبیر کی ایک کڑی معلوم ہوتی ہے۔ یمن میں اس وقت مسیحیت پھیلنی شروع ہوگئی تھی اور شام میں تو مسیحیت غالب آچکی تھی۔ شام سے بھاگ کر یہودی شمالی عرب میں آگئے تھے۔ اسی طرح وہ یمن میں بھی چلے گئے تھے۔ ... یمن کا ایک حمیری بادشاہ جس نے بیس ہزار عیسائیوں کو زندہ جلا دیا تھا اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ یہودی ہو گیا تھا یا یہودیوں کی طرف مائل تھا۔ یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ یہودی شام سے بھاگ کر یمن میں چلے گئے تھے اور یہی قومیں تھیں جنہوں نے آئندہ زمانہ میں اسلام سے ٹکّر لینی تھی۔ چنانچہ پہلے یمن کا واقعہ ہوا۔ یعنی ابرہہ وہاں سے آیا اور اس نے خانۂ کعبہ پر حملہ کیا۔ اس کے بعد جب اسلام پھیلا تو شام کے عیسائیوں نے اسلام سے مقابلہ شروع کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت کے ماتحت یہود اور نصاریٰ کے حالات سے مکّہ والوں کو باخبر رکھنے کے لئے یہ شِتَاء وَصَیْف کے سفر تجویز کرادیئے۔ روزی کمانا اور چیز ہے مگر اس غرض کے لئے دو خاص ملکوں کو چن لینا اور چیز ہے۔ ورنہ ہاشم بن عبد مناف ان کو یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ تجارتیں کیا کرو۔ مگر ان کا ایسی سکیم بنانا جس سے مکّہ والوں کا یمن اور شام سے تعلق پیدا ہو جائے اور پھر اللہ تعالیٰ کا اس سورۃ کو اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ کے بعد رکھنا صاف بتاتا ہے کہ یہ جو کچھ ہوا الٰہی سکیم کے ماتحت ہوا۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ انہیں اس طریق پر کام کرنے کے نتیجہ میں روزی بھی مل جائے اور انہیں شام اور یمن کے حالات بھی معلوم ہوتے رہیں جن سے کسی زمانہ میں ان کی ٹکر ہونی تھی۔ چنانچہ جیسا کہ مَیں بتا چکا ہوں ان میں سے ایک کی ٹکّر اسلام کی بعثت سے پہلے ہوئی اور ایک کی ٹکّر رسول کریم ﷺ کی بعثت کے بعد ہوئی۔

دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یمن اور شام میں عیسائی رہتے تھے اور عیسائیوں سے بڑی کثرت کے ساتھ انہیں ایسی خبریں مل سکتی تھیں جن میں آنے والے موعود کی خبر دی گئی تھی۔ اسی طرح یہود بھی ان مقامات پر رہتے تھے اور ان سے بھی آنے والے ظہور کے متعلق بہت سی خبریں معلوم ہوسکتی تھیں۔ پس ان دونوں سفروں سے مکّہ والوں کو یہودیوں اور مسیحیوں سے میل ملاپ کا موقعہ ملتا تھا اور پرانے وعدے اِس اَن پڑھ قوم کے دلوں میں تازہ ہوتے رہتے تھے اور اس طرح ان کی توجہ زیادہ سے زیادہ خانۂ کعبہ سے تعلق رکھنے والے مامور کی طرف پھرتی تھی۔

یہ لازمی بات ہے کہ جن لوگوں کے کانوں میں متواتر اس قسم کی باتیں پڑتی رہیں ان پر ایک قسم کا رعب پڑ جاتا ہے اور وہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ کوئی بات ضرور ہے۔ چنانچہ جب وہ یہود اور نصاریٰ سے متواتر اس قسم کی باتیں سنتے تو وہ بھی یہ سمجھنے لگ جاتے کہ اب ضرور کسی نے آنا ہے اور اس طرح ان کی باتوں سے ان کے دلوں پر ایک چوٹ لگتی۔ ان کے کفر پر ایک کاری ضرب لگتی اور ان کی بے دینی کی دیوار میں شگاف پڑ جاتا۔ وہ جوں جوں سفر کرتے آنے والے ظہور کے متعلق متواتر یہود اور نصاریٰ سے پیشگوئیاں سنتے اور پھر وہ ان پیشگوئیوں کو مکّہ میں آ کر بیان کرتے۔ اس طرح ساری قوم میں ایک حرکت سی پیدا ہوگئی اور ان میں بھی ایک نبی کی آمد کا احساس شروع ہو گیا۔ دوسری طرف اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب شام اور یمن میں مکّہ والے جاتے تو یہودی اور عیسائی بھی سمجھتے کہ ہمیں مکّہ والوں کی طرف سے خطرہ ہے ان کے مقابلہ کے لئے ہمیں ہوشیار ہو جانا چاہئے کیونکہ پیشگوئیاں سب عرب کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

غرض شتاء وصیف کے ان سفروں میں ایک بہت بڑی غرض اللہ تعالیٰ نے یہ مخفی رکھی ہوئی تھی کہ مکّہ کے لوگ یہود و نصاریٰ سے بار بار ملیں اور آنے والے نبی کے متعلق ان سے پیشگوئیاں سنتے رہیں تا کہ جب اس نبی کا ظہور ہو اس پر ایمان لانا ان کے لئے آسان ہو۔ چنانچہ مدینہ کے لوگوں کو رسول کریم ﷺ پر ایمان لانے کی توفیق محض یہود سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ہی ملی۔ اللہ تعالیٰ بھی قرآن کریم میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے وَکَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ یَسۡتَفۡتِحُوۡنَ عَلَی الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا (البقرۃ 90) یعنی آج یہودی محمد رسول اللہ ﷺ کا انکار کر رہے ہیں مگر پہلے یہی یہود عربوں کو بتایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک نبی آنے والا ہے جس کے ذریعہ ہمیں اپنے دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی۔ پس اس شمال و جنوب کے سفر کی وجہ سے مکّہ کے اَن پڑھ لوگ یہود و نصاریٰ کے علماء سے ملتے اور ان کی آراء سے جو وہ آخری نبی کے بارہ میں رکھتے تھے واقف رہتے۔ چنانچہ اس کا ثبوت اس امر سے بھی ملتا ہے کہ احادیث میں آتا ہے حضرت ابوطالب جب اپنے ساتھ رسول کریم ﷺ کو شام کے سفر پر لے گئے تو وہاں ایک پادری نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ اس بچے کی خاص نگرانی کرنا۔ اس میں ایسی علامات پائی جاتی ہیں شاید یہ بہت بڑا انسان ثابت ہو اور شاید عرب کے بارہ میں جو الہامی کلام ہے وہ اسی کے ذریعہ سے پورا ہو۔ اسی قسم کی باتیں مکّہ والے ان سفروں میں متواتر سنتے رہتے تھے اور انہیں باتوں کو اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کی تائید میں ابتدائی دور چلانے کا ایک ذریعہ بنانا چاہتا تھا۔

پس یہ دونوں سفر درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ایک حکمت کے ماتحت تھے۔ ورنہ وہ قوم جس میں الہام نہیں پایا جاتا تھا، جس کے پاس کوئی شریعت نہیں تھی، جو متمدن علاقوں سے دُور رہنے والی تھی اس کے لئے یہ کتنی مشکل بات تھی کہ وہ محمدؐ رسول اللہ کے دعویٰ کو سن کر آپ پر ایمان لے آتی۔ مگر ان سفروں کے نتیجہ میں جب وہ لوگ متواتر یہودیوں اور عیسائیوں سے اس قسم کی باتیں سنتے تو ان کا اپنا عقیدہ کمزور ہو جاتا اور وہ سمجھتے کہ شاید کچھ بات ہو اور شاید کوئی آنے والا ہم میں آہی جائے۔ پس یہ دونوں سفر اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی حکمت کے ماتحت تھے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی حالت پر تعجب کرو کہ کس طرح یہ قوم جو مکّہ میں آبسی تھی جو بھوکی مرجاتی تھی مگر مکّہ سے باہر نکلنا پسند نہیں کرتی تھی اب باقاعدہ جس طرح نماز فرض ہوتی ہے، سردی آتی ہے تو یمن کی طرف چل پڑتے ہیں۔ گرمی آتی ہے تو شام کی طرف چل پڑتے ہیں۔ یہ سفروں کی محبت ان کے دلوں میں آخر کس نے پیدا کی ہے۔ صرف ہم نے پیدا کی ہے۔ اگر یہ مکّہ میں بیٹھے رہتے تو ان کو کچھ بھی پتہ نہ چلتا کہ ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق کیا کیا پیشگوئیاں کی ہوئی ہیں۔ مگر اب ان کے دلوں میں ان سفروں کی ایسی محبت پیدا کر دی گئی ہے کہ یہ نہایت باقاعدگی کے ساتھ گرمیوں میں شام کا اور سردیوں میں یمن کا سفر کرتے ہیں۔ یمن میں جاتے ہیں تو وہاں کے لوگوں سے اس قسم کی باتیں سنتے ہیں کہ ایک نبی آنے والا ہے اور شاید وہ عرب سے ہی پیدا ہو۔ شام میں جاتے ہیں تو وہاں کے لوگوں سے سنتے ہیں کہ ایک نبی آنے والا ہے اور شاید وہ عرب سے ہی پیدا ہو۔ اس طرح ان کے کانوں کو ہم نے ان پیشگوئیوں سے آشنا رکھا جو محمد رسول اللہ ﷺ کے ظہور کے متعلق تھیں تا کہ آپ کے دعویٰ کو سنتے ہی وہ یکدم انکار نہ کر دیں اور واقعہ میں مکّہ والوں کو کلامِ الٰہی سے جتنا بُعد تھا اس کو دیکھتے ہوئے یہ کتنا مشکل تھا کہ وہ رسول کریم ﷺ کی آواز سن کر آپ پر ایمان لا سکتے۔ یہ انہی پیشگوئیوں کے سننے کا نتیجہ تھا کہ جب رسول کریم ﷺ نے یہ دعویٰ فرمایا تو مکّہ میں سے ہی کچھ لوگ ایسے کھڑے ہو گئے جو فوراً آپ پر ایمان لے آئے....

☆ پس مکّہ والوں کے یمن اور شام کے سفر درحقیقت محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے لئے بطور ارہاص تھے اور اس ذریعہ سے وہ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے لئے تیار کئے جا رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سورہ اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ کے معاً بعد خدا تعالیٰ نے سورۂ اِیۡلٰف کو رکھا ہے۔

لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ اٖلٰفِہِمۡ رِحۡلَۃَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیۡفِ

☆ مختلف محذوفات کی وجہ سے جو لام سے پہلے نکالے گئے ہیں اور ایلاف کے مختلف معنوں کی وجہ سے اس آیت کے کئی معنے ہوں گے جو قریباً ایک دوسرے سے تعلق رکھنے والے ہوں گے۔

پہلا مطلب اس کا یہ ہوا کہ ہم نے قریش کے دل میں سردی گرمی کے دونوں سفروں کی محبت پیدا کرنے کے لئے ابرہہ کے لشکر کو تباہ کر دیا اور انہیں بھوسے کی طرح اڑا دیا۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ ان دونوں سفروں کو قائم رکھنا چاہتا تھا۔ ان معنوں کے رو سے خدا تعالیٰ کا زور دونوں سفروں کے قیام پر ہے۔ یعنی دونوں سفروں کا قیام الٰہی سکیموں کا ایک حصہ تھا۔ اور چونکہ الٰہی حکمت چاہتی تھی کہ یہ دونوں سفر قائم رہیں اس لئے اس نے ابرہہ کے لشکر تباہ کر دیا۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ 'اسی لئے' تباہ کیا۔ بلکہ 'اس لئے' کے معنے ہیں۔ اور 'اس لئے' اور 'اسی لئے' میں فرق ہوتا ہے۔ 'اسی لئے' کے معنے ہوتے ہیں کہ یہی اصل مقصد تھا۔ مگر 'اس لئے' کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ مختلف وجوہ میں سے یہ بھی ایک وجہ تھی۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں اس تباہی کے کئی اسباب تھے جن میں سے ایک یہ بھی تھا۔ پس یہاں ہم "اس لئے" کہیں گے نہ کہ 'اسی لئے'۔

میں نے بتایا ہے کہ ان کے سردی گرمی کے سفروں کے قیام میں ان کی بڑی وجہ یہ تھی کہ رسول کریم ﷺ کے آنے کی پیشگوئیاں یہودیوں اور عیسائیوں میں تو محفوظ تھیں لیکن حضرت ابراہیمؑ کی پیشگوئیاں مکّہ میں محفوظ نہیں تھیں۔ مکّہ والے امتدادِ زمانہ کی وجہ سے ان پیشگوئیوں کا اکثر حصہ بھول چکے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ ان کو وہ پیشگوئیاں دوسری قوموں کے ذریعہ سے یاد کروائی جائیں۔

☆ دوسرے معنے اس کے یہ بنیں گے کہ اس امر پر تعجب کرو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے قریش کو سردی گرمی کے سفر پر تیار کر دیا۔ یعنی ان لوگوں کے دلوں میں سفر کی محبت پیدا کر دی۔ ان معنوں کے رو سے ایک دوسرے معنوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ بے شک ان معنوں سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ان کو سردی گرمی کے سفر پر تیار کر دیا اور اس طرح یہ محمدی دین کی طرف مائل ہو گئے۔ مگر ایک اور حکمت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے اور وہ یہ کہ ہاشم نے کہا تھا کہ اگر تم سفروں کے لئے نہ نکلے تو تم بھوکے مرو گے اور دوسری قوموں میں ذلیل ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اس سردی گرمی کے سفر کی دراصل ہم نے تدبیر کی تھی۔ اگر یہ سفر نہ ہوتا تو ان میں ایمان تو تھا ہی نہیں صرف قومی رسم و رواج کی وجہ سے وہ وہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ممکن تھا کہ اگر وہ اسی طرح ایک لمبے عرصہ تک بھوکے مرتے چلے جاتے تو تنگ آ کر وہ مکّہ چھوڑ دیتے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے انہیں مکّہ میں رکھنے کے لئے یہ تدبیر سجھا دی ورنہ دنیا کی تاریخ پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہزارہا قومیں دنیا میں ایسی گزری ہیں جنہوں نے اپنی معاشی ضرورت کے لئے جگہیں بدلی ہیں۔

☆ غرض کچھ لوگ مکّہ والوں میں سے سفروں پر جاتے تھے اور کمائی کر کے لاتے تھے اور باقی لوگ مکّہ میں رہتے۔ مکّہ میں رہنے والوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قافلہ والوں کے کام میں بھی برکت پیدا کر دیتا اور اس طرح ان کا بھی گزارہ ہو جاتا اور مکّہ والے بھی پلتے رہتے۔ بہرحال مکّہ والوں کا اکثر حصہ وہیں مکّہ میں رہتا تھا۔ صرف ایک حصہ تجارت کرتا اور وہ جو کچھ کما کر لاتا وہ مکّہ والوں میں بانٹ دیتا۔ یہ چیز کوئی معمولی چیز نہیں۔ دنیا میں اس کی کتنی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اگر یہ محض ایک انسانی تدبیر تھی تو دیکھنا یہ چاہئے کہ دنیا میں اور کہاں کہاں اس طریق پر عمل ہوتا ہے۔ یقیناً دنیا کی اور کسی قوم نے وہ مثال قائم نہیں کی جو مکّہ کے یہ لوگ قائم کر چکے ہیں۔

☆ ہماری جماعت کو ہی دیکھ لو جب وقف کی تحریک کی جاتی ہے تو ان میں سے کتنے نکلتے ہیں۔ دعویٰ یہ ہے کہ وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ والی جماعت ہم ہی ہیں، دعویٰ یہ ہے کہ ہم محمدؐ رسول اللہ کی بعثت ثانیہ کی جماعت ہیں۔ مگر ان میں سے کتنے دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرتے ہیں۔ دوسروں کے کام کو دیکھ کر یہ کہنا کہ یہ معمولی بات ہے اَور چیز ہے۔ اور حقیقت کو مدنظر رکھنا اَور بات ہے۔ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ مکّہ والوں نے جو کچھ کیا وہ ایک معمولی بات ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ آج بھی اس مثال پر کتنے لوگ عمل کر سکتے ہیں یا کتنے لوگ عمل کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کام کرنا اَور چیز ہے اور یہ کہہ دینا کہ ایسا کام تو ہر شخص کر سکتا ہے اَور بات ہے۔ اگر یہ ایسی ہی آسان بات ہے تو دنیا میں اور کسی نے وہ کیوں نہ کر لیا جو مکّہ والوں نے کیا تھا۔ کیا دنیا کے پردہ پر آج کوئی شہر، کوئی قصبہ اور کوئی بستی ایسی ہے جس میں یہ طریق رائج ہو

کہ چند لوگ روزی کما کر لاتے ہوں اور پھر شہر والوں کو کِھلا دیتے ہوں اور ان سے کہتے ہوں کہ تم اطمینان سے یہاں بیٹھے رہو ہم کمائیں گے اور تمہیں کھلائیں گے۔ ہم نے تو دیکھا ہے احمدیوں میں سے بھی بعض ایسے بے حیا اور بے شرم ہوتے ہیں کہ وہ بڑی ڈھٹائی سے کہہ دیتے ہیں کہ مبلغوں کا کیا ہے وہ تو پیسے لے کر کام کرتے ہیں۔ ان بے حیاؤں سے کوئی پوچھے کہ تم بغیر پیسے کے کام نہ کرو۔ وہ پیسے لے کر کام نہ کریں۔ تو دین کا کام کون کرے۔ پھر تو دین کا خانہ ہی خالی ہوجائے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح تم کما سکتے تھے۔ اسی طرح وہ بھی کما سکتے تھے۔ یہ کہنا کہ غربت کی وجہ سے وہ پڑھ نہیں سکتے تھے یا دنیا میں ترقی نہیں کر سکتے تھے بالکل جاہلانہ بات ہے۔ ڈاکٹر اقبال کے باپ بہت ہی معمولی آدمی تھے۔ ٹوپیاں بنایا کرتے تھے مگر ان کا ایک بیٹا انجینئر ہو گیا اور دوسرا علّامہ کہلانے لگا۔ اسی طرح سیّد احمد صاحب کیا تھے؟ ایک بہت ہی غریب آدمی کے لڑکے تھے مگر ترقی کر کے کہیں کے کہیں جا پہنچے۔ پس یہ کہنا کہ وہ دنیا میں ترقی نہیں کر سکتے تھے اس لئے دین کی طرف چلے گئے، بالکل غلط ہے۔ دنیا میں مثالیں موجود ہیں کہ بڑے بڑے غریب لوگوں کی اولادیں بڑے بڑے اعلیٰ مقام تک جا پہنچیں۔ پھر سوال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے دین میں اپنی قابلیت ثابت کر دی ہے تو اسی طرح وہ دنیوی کاموں میں بھی اپنی قابلیت ظاہر کر سکتا تھا مگر اس نے یہی چاہا کہ وہ خدا کا کام کرے اور دنیا کے کام کو نظر انداز کر دے۔ اصل بات یہ ہے کہ محض اس حسد اور غصہ کی وجہ سے کہ لوگ ہمیں یہ کیوں طعن کرتے ہیں کہ ہم دین کی خدمت نہیں کرتے۔ بعض لوگ اس قسم کے اعتراضات شروع کر دیتے ہیں کہ مبلغوں کا کیا ہے وہ بھی تو نوکری کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ انتہا درجہ کی بے شرمی کی بات ہے۔ پس یہ کہنا کہ مکّہ والوں نے اگر ایسا کیا تو اپنی حالت کو درست کرنے کے لئے کیا۔ اس میں قربانی کی کونسی بات ہے محض واقعات پر غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ اگر ایسا ہر شخص کر سکتا ہے تو سوال یہ ہے کہ باقی قومیں ایسا کیوں نہیں کر لیتیں اور وہ کیوں خاموش ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم اس خوبی کو مکّہ والوں کی طرف منسوب کریں تو اس کے معنے یہ بنتے ہیں کہ وہ سب سے زیادہ نیک جماعت تھی کیونکہ باوجود اس کے کہ وہ کافر تھے، باوجود اس کے کہ وہ بے دین تھے انہوں نے وہ کچھ کیا جو کئی مسلمانوں نے نہیں کیا۔ انہوں نے وہ کچھ کیا جو کئی احمدیوں نے بھی نہیں کیا۔ اس رنگ کی قربانی میں احمدی یقیناً مکّہ والوں کے برابر نہیں۔ اور اگر اس قربانی میں وہ صحابہ سے بھی بڑھے ہوئے تھے، وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والوں سے بھی بڑھے ہوئے تھے تو ہم سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیۡفِ ایک نشان تھا جو خدا نے دکھایا۔ ایک آسمانی تدبیر تھی جس کو خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا۔ مکّہ والوں کی یہ ہمت نہیں تھی کہ وہ ایسا کر سکتے۔ یہ خدا کا نشان تھا اور اسی خدا کی قدرت کا یہ کرشمہ تھا جو محمد رسول اللہ ﷺ کو مکّہ میں مبعوث کرنا چاہتا تھا اور یہی بات خدا تعالیٰ اس جگہ کہہ رہا ہے کہ مکّہ والوں نے باوجود اس کے کہ وہ بے دین تھے، باوجود اس کے کہ وہ مشرک تھے، باوجود اس کے کہ وہ روحانیت سے عاری تھے، وہ فعل کیا جو آج تک دنیا کی کوئی قوم نہیں کر سکی۔ پس وہ فعل مکّہ والوں نے نہیں کیا، وہ فعل ہم نے ان سے کروایا۔ وہ صرف ہمارے تصرف اور اثر کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے جو کچھ کیا ہم اس کی وجہ قومی کیریکٹر قرار نہیں دے سکتے۔ کیونکہ قومی کیریکٹر کے ہوتے ہوئے بھی بھوک پیاس کی تکلیف پر لوگ اِدھر اُدھر بھاگ جایا کرتے ہیں۔ اسے ہم صرف خدا تعالیٰ کا تصرف اور خدا تعالیٰ کی تدبیر ہی کہہ سکتے ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ چونکہ مکّہ والوں کا کام ان کا اپنا کام نہ تھا خدا تعالیٰ کا کام تھا اس لئے ہم اس کی نقل اتارنے کی کوشش نہ کریں۔ جس حد تک اس قربانی کی مثال ہم پیش کر سکیں ہمیں پیش کرنی چاہئے۔ جب تک ہم ایسا نہ کریں ہم دنیا میں کوئی بڑا انقلاب پیدا نہیں کر سکیں گے۔ صحابہؓ نے بے شک دنیا میں انقلاب پیدا کیا لیکن وہ انقلاب ایسی ہی قربانی کی مثال قائم کرنے کی کوشش سے پیدا کیا۔ اگر وہ بالکل اس معیار پر پورے اترتے جو مکّہ والوں میں معجزہ کے طور پر اور ظہور محمدی کے پیش خیمہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے دکھایا تھا تو یقیناً صحابہؓ اپنی ترقی کے معیار کو اَور بھی اونچا لے جاتے۔ وہ اسلام کی بنیادوں کو اَور مضبوط کر دیتے۔ وہ کفر کی تباہی کو اَور بھی مکمل کر دیتے۔

ہماری جماعت کے افراد کو بھی غور کرنا چاہئے کہ وہ اِس وقت کیا نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ جب وہ غیروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں دیکھو ہماری جماعت کتنی قربانی کر رہی ہے۔ کس طرح نوجوان اپنی زندگیاں وقف کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہاں غیر کی طرف سے انہیں عزت مل رہی ہوتی ہے۔ مگر جب اندر بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں ان مولویوں کا کیا ہے، یہ تو پیسے لے کر کام کرتے ہیں۔ حالانکہ جو کچھ مکّہ والوں نے کیا اگر ساری جماعت قربانی کے اس نقطہ تک پہنچ جائے تو دنیا میں حیرت انگیز طور پر ہماری تبلیغ کا سلسلہ وسیع ہو جائے…

مکّہ والے بھی آخر اپنی آمد کا نصف قومی کاموں کے لئے دے دیا کرتے تھے۔ وہ کافر تھے، وہ بے ایمان تھے، وہ مشرک تھے۔ مگر وہ سب کے سب اپنی آمد کا نصف اس لئے نکال دیا کرتے تھے تاکہ وہ غربا میں تقسیم کیا جائے اور مکّہ آباد رہے۔ ان کے دلوں میں ایمان نہیں تھا ان کے پاس قرآن نہیں تھا، ان کے سامنے قومی ترقی کا کوئی مقصود نہیں تھا، ان کے سامنے کوئی اعلیٰ درجے کا آئیڈیل نہیں تھا۔ محض اتنی بات تھی کہ قُصیّ نے ہم کو کہا ہے کہ ہمارے دادا ابراہیمؑ نے یہ کہا ہے کہ مکّہ میں رہو اس لئے ہم یہاں رہنے کے لئے آ گئے ہیں۔ یہ کتنا چھوٹا سا آئیڈیل ہے۔ اس کے مقابلہ میں تمہارا آئیڈیل کیا ہے۔ تمہارا آئیڈیل یہ ہے کہ تم نے دنیا فتح کرنی ہے۔ تم نے دنیا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت قائم کرنی ہے۔ تم نے دنیا میں خدا کی بادشاہت قائم کرنی ہے۔ وہ اپنے چھوٹے مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنا نصف مال لا کر دے دیتے تھے۔ ان میں سے ہر شخص اپنی آمد کا آدھا حصہ نکال کر کہتا کہ یہ آدھا حصہ غریبوں کے لئے ہے تاکہ مکّہ آباد رہے اور وہ اسے چھوڑ کر اِدھر اُدھر نہ جائیں۔ … اگر جماعت مکّہ والوں کی قربانی کے برابر قربانی کرنے لگ جائے، اس سے نصف بھی کرنے لگ جائے، اس سے چوتھا حصہ بھی کرنے لگ جائے تو کتنا عظیم الشان کام ہو سکتا ہے۔ کتنی تبلیغ وسیع ہو سکتی ہے۔

☆ خلاصہ کلام یہ کہ دنیا کی تاریخوں میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ صدیوں تک ایک قوم کے افراد اپنے لئے تمام ترقی کے راستوں کو روک کر اس گھر کو آباد رکھنے کے لئے جسے وہ خدا کا گھر سمجھتے ہیں کمائیں آپ اور کھلائیں دوسروں کو۔ انفرادی مثالیں تو مل جاتی ہیں مگر قومی طور پر اور متواتر ایک لمبے عرصہ تک اس قسم کی حیرت انگیز قربانی کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اور جب تک اس قسم کی مثال پیش نہیں کی جائے گی اس وقت تک دنیا کی الجھنوں کا حل بھی پیدا نہیں ہوگا۔

☆ یہاں یہ سوال بھی غور طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ ایلاف کیوں اتاری؟ قریش نے تو جو کچھ کرنا تھا کر لیا اور محمد رسول اللہ ﷺ کا زمانہ آ گیا۔ اس زمانہ میں قریش کی تعریف کرنے کے تو یہ معنے تھے کہ ان کو اَور بھی مغرور کر دیا جائے۔ وہ کہہ سکتے تھے کہ دیکھا ہمیں کافر کافر کہتے تھے مگر ہم نے کتنی قربانی کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا؟ اسی لئے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہے کہ تم بھی قربانی کا یہ نمونہ پیش کرو۔

☆ قریش کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس لئے کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو توجہ دلائے کہ کسی زمانہ میں ایک کافر اور مشرک قوم مکّہ میں آ کر بسی اور اس نے مکّہ کو بسانے کے لئے ایسی حیرت انگیز قربانی کی جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ بے شک ان میں یہ خوبی خدا تعالیٰ کے تصرف سے پیدا ہوئی مگر تمہارے ساتھ بھی تو اس کا فضل ہے۔ تمہیں بھی اس قربانی کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے اسلام کے لئے ایسی ہی قربانی پیش کرنی چاہئے اور ایسا ہی نمونہ دکھانا چاہئے جیسے ان لوگوں نے دکھایا۔

☆ پس لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیۡفِ والی آیات یہی سبق دینے کے لئے نازل ہوئی ہیں کہ خدا اب بھی اصحاب الفیل کا واقعہ دکھانے کے لئے تیار ہے مگر تم بھی تو قریش والا نمونہ دکھاؤ۔ اصحاب الفیل والا نشان کن لوگوں کے لئے ظاہر کیا گیا تھا ان لوگوں کے لئے جنہوں نے سوا دو سو سال تک وہ قربانی کی جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ انہوں نے اپنی جانیں دے دیں مگر مکّہ نہ چھوڑا۔ وہ بھوک سے نڈھال ہو کر جب موت کے قریب پہنچ جاتے تو اپنا خیمہ اٹھاتے اور مکّہ سے باہر چلے جاتے۔ ان کے سامنے ان کے بیوی بچے مر جاتے، ان کے سامنے ان کے بھائی مر جاتے، ان کے سامنے ان کی بہنیں مر جاتیں، ان کے سامنے ان کے دوست اور رشتہ دار مر جاتے مگر وہ کسی سے کچھ مانگتے نہیں تھے۔ وہ اس تکلیف کی وجہ سے مکّہ کو چھوڑتے بھی نہیں تھے۔ وہ ایک ایک کر کے مر گئے، مٹ گئے اور فنا ہو گئے مگر انہوں نے مکّہ کو نہ چھوڑا۔ تم بھی یہ قربانی کرو تو خدا تمہارے لئے بھی اصحاب الفیل والا نشان دکھا دے گا بلکہ وہ تو غیر مومن تھے ان کے لئے دیر کے بعد نشان ظاہر ہوا۔ تم مومن ہو تمہارے لئے یہ نشان جلد ظاہر ہو جائے گا۔ مگر پہلے قربانی کی مثال تو ہونی چاہئے۔ پھر تمہارا بھی حق ہوگا کہ تم خدا سے کہو کہ ہم نے اپنی قربانی تو پیش کر دی ہے اب تُو بھی ہماری تائید میں اپنا نشان دکھا۔ لیکن اپنا فرض ادا نہ کرنا اور خدا تعالیٰ سے کہنا کہ وہ وعدہ پورا کرے یہ کوئی دیانتداری نہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے اور یقیناً وہ سب سے زیادہ سچا ہے مگر وہ تبھی نشان دکھاتا ہے جب اس کے مقابلہ میں بندہ بھی قربانی پیش کرتا ہے… جب تک یہ احساس قائم نہ ہو جائے اور پھر اس احساس کو دوسروں کے اندر قائم نہ کیا جائے اُس وقت تک کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

☆ خلیفہ آخر کیا کر سکتا ہے۔ دو یا چار یا پانچ لاکھ یا دس لاکھ آدمیوں کو سمجھانے کے لئے ایک ایک کے گھر پر تو نہیں جا سکتا۔ اس کا طریق تو یہی ہے کہ لوگ سنیں اور آگے پہنچائیں، وہ سنیں اور آگے پہنچائیں۔ جب تک وہی آگ ان کے دلوں میں بھی نہ لگ جائے، وہی تڑپ ان کے دلوں میں بھی پیدا نہ ہو جائے جو خلیفہ وقت کے دل میں لگی ہوئی ہو اور جب تک ایک ایک احمدی دوسرے کو پکڑ کر یہ نہ کہے کہ تم میں فلاں غلطی ہے اس کی اصلاح کرو اس وقت تک یہ کام ہو ہی کس طرح سکتا ہے۔ دیکھو رسول کریم ﷺ نے بھی اپنی وفات کے قریب جب حجۃ الوداع میں لوگوں کو جمع کر کے ایک تقریر کی تو اس آخری وصیت میں آپ نے یہی کہا کہ فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔ میں نے بات کہہ دی ہے مگر میری بات سب لوگوں کے کانوں تک نہیں پہنچ سکتی۔ میری بات اسی طرح دوسرے لوگوں تک پہنچ سکتی ہے کہ جو شخص مجھ سے کوئی بات سنے وہ آگے پہنچائے۔ وہ اگلا شخص پھر آگے پہنچائے۔ اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے۔ یہی قومی ترقی کا گُر ہے اسی سے قومیں زندہ ہوتی ہیں اسی سے وہ دنیا میں فتحیاب ہوتی ہیں۔

☆ تیسرے معنے اس آیت کے یہ ہوں گے کہ قریش کے دل میں جو سردی گرمی کے سفروں کی محبت اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے جس کی وجہ سے ان کو بافراغت رزق ملتا ہے اور متمدن اقوام سے ان کو تعلق پیدا کرنے کا موقع ملتا ہے اس نعمت کو یاد کر کے انہیں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور خانۂ کعبہ کے رب کی عبادت کرنی چاہئے۔

ان معنوں کے رُو سے اس مضمون کی طرف اشارہ سمجھا جائے گا کہ تمہارے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے یہ تمہاری وجہ سے نہیں ہو رہا بلکہ خانۂ کعبہ کی خدمت کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ کیونکہ جب کسی کام کا ایک نتیجہ بیان کر دیا جائے تو درحقیقت وہی نتیجہ اس کام کا اصل باعث ہوتا ہے۔ مثلاً ایک آقا اپنے نوکر کو تنخواہ دیتا ہے۔ اگر کسی وقت وہ نوکر اس کی نافرمانی کرتا ہے تو آقا اس سے کہتا ہے ہم تمہیں تنخواہ دیتے ہیں تم کو چاہئے کہ ہماری فرمانبرداری کرو۔ اس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہوتے ہیں کہ ہم تمہیں اس لئے تنخواہ دیتے ہیں کہ تم ہماری فرمانبرداری کرو۔ اسی طرح لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ کا نتیجہ یہاں فَلۡیَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَیۡتِ نکالا گیا ہے۔ یعنی ہم نے اِیۡلَاف کیا اور اس کے اچھے سے اچھے نتائج پیدا کئے۔ پس چاہئے کہ وہ ربّ البیت کی عبادت کریں۔ یہاں ''پس'' کا لفظ بتاتا ہے کہ پہلا انعام، پہلا اکرام اور پہلا احترام اسی غرض سے تھا کہ وہ رَبُّ الۡبَیۡت کے ساتھ تعلق رکھیں۔ پس اگر فَلۡیَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَیۡتِ کو لِاِیۡلٰفِ کے ساتھ لگایا جائے جیسا کہ بہت سے نحوی یہی سمجھتے ہیں۔ تو اس صورت میں اس کے معنے یہ ہوں گے کہ تمہارے ساتھ یہ سلوک اس لئے کیا جاتا ہے کہ تم خدا کے گھر کو آباد رکھو اور اس کا ذکر کیا کرو۔ اس طرح ان پر واضح کیا گیا ہے کہ تم اپنے متعلق یہ خیال نہ کر لینا کہ یہ سلوک تمہاری کسی نیکی یا تمہاری کسی خوبی کی وجہ سے ہے۔ جیسے یہود میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ وہ خدا کے محبوب اور پیارے ہیں اس لئے ان سے نیک سلوک کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر آتا ہے کہ یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ انہیں صرف چند دن سزا ملے گی۔ بعض کا یہ خیال تھا کہ ان کو صرف چالیس دن تک سزا ملے گی اور بعض کا یہ خیال تھا کہ انہیں بارہ دن سزا ملے گی۔ پھر بعض لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ انہیں صرف سات دن سزا ملے گی اور بعض خیال کرتے تھے کہ یہودی جب دوزخ کے پاس لے جائے جائیں گے تو وہ خدا سے کہیں گے کہ اس تعلق کو یاد کر جو تجھے ہمارے باپ ابراہیمؑ سے تھا۔ اس پر خدا انہیں فوراً واپس لوٹا دے گا اور انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اسی قسم کا خیال عربوں میں بھی پیدا ہو سکتا تھا کہ چونکہ ہم ابراہیمؑ کی نسل میں سے ہیں اس

لئے ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے۔ پس اس آیت میں اس کا ازالہ کیا گیا ہے۔

☆ درحقیقت ہر قوم جب بداعمالی کی طرف راغب ہوتی ہے اور اپنی ذمہ داریوں کو بھول جاتی ہے تو وہ چاہتی ہے کہ کسی ٹوٹکہ کے ذریعہ سے ہی نجات حاصل کر لے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۔ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۔ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ (قریش 2-4) ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے ان پر جو احسان کیا ہے یہ خانۂ کعبہ کی وجہ سے کیا ہے۔ ان کی ذات کی وجہ سے نہیں کیا۔ ابراہیم کی نسل ہونے کی وجہ سے ہم ان پر یہ فضل نہیں کر رہے تھے بلکہ اس لئے کر رہے تھے کہ اگر انہیں کھانے پینے کو بافراغت مل جائے گا تو وہ خدا کا ذکر کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنے اوقات بسر کریں گے تا کہ آنے والے موعود پر ایمان لانے کے لئے تیار ہوتے رہیں۔

پس لِاِیْلٰفِ کا تعلق اگر فَلْیَعْبُدُوْا سے سمجھا جائے تو اس امر پر زور ثابت ہوگا کہ قومی برتری کوئی چیز نہیں۔ ان کا یہ خیال کہ یہ سب کچھ ہماری خاطر ہو رہا ہے بالکل غلط ہے۔ یہ خانۂ کعبہ کی خاطر، خانۂ کعبہ کے نبی کی خاطر اور ذکرِ الٰہی کو قائم رکھنے کی خاطر ہو رہا ہے۔

☆ ہم دیکھتے ہیں کہ اور قومیں تو الگ رہیں آج مسلمان بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بڑے آدمی پر اپنا فضل نازل کرتا ہے تو اس کی سنّت ہے کہ وہ اس فضل کا سلسلہ اس کی اولاد کے لئے بھی جاری کرتا ہے مگر آہستہ آہستہ وہ یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ ہم خدا کے خاص محبوب ہیں۔ اور خدا کے محبوب کے وہ یہ معنے لیتے ہیں کہ جیسے عاشق کہتے ہیں ہمیں مارلو، پیٹ لو، دکھ دے لو ہم تمہیں چھوڑ نہیں سکتے۔ اسی طرح وہ یہ سمجھتے ہیں کہ خود ہم خدا کو گالیاں دے لیں، خواہ ہم بے دینی کریں، خواہ ہم اس پر سو سو اعتراض کریں، خواہ ہم اس کو برا بھلا کہیں، خواہ ہم اس کے کسی حکم کو نہ مانیں، اللہ تعالیٰ ہمارا عاشق ہے وہ ہمیں چھوڑ نہیں سکتا۔ چنانچہ مختلف شکلوں اور صورتوں میں لوگوں نے یہ عقیدہ قائم کیا ہوا ہے۔

☆ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی ایک بہن تھیں جو کسی پیر کی مرید تھیں۔ وہ ایک دفعہ آپ سے ملنے کے لئے آئی تو آپ نے اس سے کہا بہن تمہیں نماز کی طرف توجہ نہیں تم آخر خدا کو کیا جواب دوگی؟ اس نے کہا میں نے جس پیر کی بیعت کی ہوئی ہے اس نے مجھے کہہ دیا ہے کہ چونکہ تم نے میری بیعت کر لی ہے اس لئے اب تمہیں سب کچھ معاف ہے۔ آپ نے اپنی بہن سے کہا۔ بہن اپنے پیر صاحب سے پوچھنا کہ خدا کا حکم کس طرح معاف ہو گیا۔ نماز کا حکم تو خدا نے دیا ہے اور وہ قیامت کے دن اس کا حساب لے گا۔ آپ کی بیعت کرنے سے یہ حکم کس طرح معاف ہو گیا؟ اس نے کہا بہت اچھا جب مَیں جاؤں گی تو یہ بات ان سے ضرور دریافت کروں گی۔ کچھ مدت کے بعد وہ پھر آپ سے ملنے کے لئے آئی تو آپ نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ کہ تم نے اپنے پیر صاحب سے وہ بات دریافت کی تھی؟ اس نے کہا ہاں۔ مَیں اپنے پیر صاحب کے پاس گئی تھی اور ان سے مَیں نے یہ بات دریافت کی تو وہ کہنے لگے تُو نور دین سے ملنے گئی تھی؟ معلوم ہوتا ہے یہ شرارت تجھے نور دین نے ہی سکھائی ہے۔ میں نے کہا کسی نے سکھائی ہو، آپ یہ بتائیں کہ اس کا جواب کیا ہے؟ انہوں نے کہا قیامت کے دن جس وقت خدا تم سے پوچھے گا کہ تم نمازیں کیوں نہیں پڑھا کرتی تھیں تو تم کہہ دینا کہ میرا جواب پیر صاحب سے لیجئے۔ انہوں نے کہا تھا کہ میری بیعت کر لینے سے اب تمام ذمہ واری مجھ پر آپڑی ہے، تمہیں نمازیں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اس پر خدا کے فرشتے تم کو چھوڑ دیں گے اور وہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ میں نے کہا پیر صاحب پھر آپ کا کیا بنے گا؟ اتنے لوگوں کے گناہ آپ کے ذمہ لگ جائیں گے؟ اس پر وہ کہنے لگے جس وقت خدا ہم سے حساب لینا چاہے گا تو ہم لال لال آنکھیں نکال کر اس سے کہیں گے کہ کربلا میں ہمارے دادا امام حسینؓ کی شہادت کچھ کم تھی کہ اب ہم کو بھی دِق کیا جاتا ہے۔ اس پر خدا اپنی آنکھیں نیچی کر لے گا اور ہم بھی فوراً جنت میں چلے جائیں گے۔

دیکھو مسلمانوں کی حالت گرتے گرتے کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ حالانکہ اور لوگ تو الگ رہے خدا کے نبی اور رسول بھی جن سے تعلق رکھنے کی بناء پر ہم اپنے آپ کو افضل سمجھتے ہیں، دن اور رات کام کیا کرتے تھے۔ بلکہ نبیوں اور رسولوں کو رہنے دو ہمارا خدا بھی ہر وقت کام کرتا ہے۔ آخر خدا کو ہم ربّ العالمین کہتے ہیں یا نہیں۔ اور رب العالمین کے کیا معنے ہوتے ہیں؟ یہی کہ وہ ہمیں روٹیاں کھلاتا ہے، ہمارے جانور پالتا ہے، ہمارے بچے پالتا ہے، سمندر کے نیچے رہنے والی مچھلیوں کو پالتا ہے، پرندے پالتا ہے۔ اسی طرح اور تمام جانداروں کو پالتا ہے۔ پھر جب ہم کہتے ہیں خدا نے زمین و آسمان بنایا تو اس کے کیا معنے ہوتے ہیں؟ یہی معنے ہوتے ہیں کہ ہمارا خدا انجینئرنگ کا کام بھی کرتا ہے، ہسبنڈری کا کام بھی کرتا ہے، زراعت کا کام بھی کرتا ہے۔ پھر جب ہم کہتے ہیں اس نے کیمیاوی ترکیبوں سے اس اس طرح چیزیں بنائیں تو اس کے کیا معنے ہوتے ہیں؟ یہی معنے ہوتے ہیں کہ ہمارا خدا صنّاع بھی ہے اور ہمارا خدا سائنسدان بھی ہے۔ غرض وہ تمام پیشے جو ہم اختیار کرتے ہیں سارے کے سارے خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ خدا بھی بیٹھ جائے اور وہ کچھ نہ کرے حالانکہ اگر نکما پن ہی اصل چیز ہے تو سب سے زیادہ نکما رہنے کا حق خدا تعالیٰ کو ہونا چاہئے۔ آخر جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے، کیا اس کا یہ حق نہیں کہ وہ اتنا بڑا کام کرنے کے بعد کچھ آرام بھی کر لے۔ پس اگر آرام کرنا ہی بڑا کام ہے تو سب سے زیادہ نکمّا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو ہونا چاہئے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی کام کرتا ہے، اس کے رسول بھی کام کرتے ہیں، اس کے خلیفے بھی کام کرتے ہیں اور اس کے مومن بندے بھی کام کرتے ہیں۔ پھر یہ کیا کہ ایک زمانہ میں انبیاء کی جماعتیں یہ کہنے لگ جاتی ہیں کہ ہمیں اب کام کرنے کی ضرورت نہیں، ہماری ذمہ واریاں کسی اور نے اٹھالی ہیں۔ دراصل یہ قومی تنزّل کی علامتیں ہیں اور اس وقت بھی مسلمانوں میں عمل کا ترک ان کے اسی قومی تنزل کا ثبوت ہے۔ وہ یہی چاہتے ہیں کہ ان کا بوجھ کوئی اور اٹھالے۔ مسیحؑ آجائے اور ان کے گھر مال و دولت سے بھر دے۔ خود انہیں کوئی کام نہ کرنا پڑے۔ گویا خدا اور اس کے رسول کا بس یہی کام ہے کہ وہ ڈاکوؤں کی طرح دوسروں کا مال لوٹ کر مسلمانوں کے حوالے کر دیں اور ان کی بہو بیٹیاں اغوا کر کے مسلمان نوجوانوں کو دیتے چلے جائیں تا کہ وہ عیّاشیاں کریں۔ یہ کتنی بڑی بدعملی ہے جو غلط اعتقادات کی وجہ سے بعض مسلمانوں میں پائی جاتی ہے اور کیا ایسی قوم دنیا میں کوئی بھی ترقی کر سکتی ہے؟

حالانکہ جہاں حقیقی محبت ہو وہاں کام زیادہ کیا جاتا ہے اور عام حالات سے زیادہ قربانی پیش کی جاتی ہے۔ مشرک لوگ اپنے جھوٹے معبودوں کے لئے کتنے پاپڑ بیلتے ہیں اور طرح طرح کی تکالیف اٹھا کر انہیں خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تو جہاں حقیقی محبت ہوتی ہے وہاں انسان کام زیادہ کرتا ہے۔ کام کو چھوڑ نہیں دیا کرتا۔ یہی بات اللہ تعالیٰ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۔ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۔ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۔ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۔ (قریش 2-5) کی آیت میں بیان فرماتا ہے۔ یعنی مکّہ کے قریش اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان پر مہربانی کی، ان کے لئے امن قائم کیا، ان کی بھوک کو دور کیا اور ان کے لئے ہر قسم کے خطرات کو دنیا سے ہٹا دیا تو ان کو چاہئے تھا کہ وہ ربّ البیت کی عبادت بھی کرتے۔ مگر ایک طرف تو یہ مانتے ہیں کہ خدا نے ان کے خوف کو دُور کیا، خدا نے ان کی بھوک کو دُور کرنے کے سامان مہیا کئے مگر دوسری طرف یہ اتنے نکمّے ہو گئے ہیں کہ ہماری عبادت تک نہیں کرتے۔ ہم نے ان کے دلوں میں جو اِیلاف کیا اور اس کے نتیجہ میں رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ کو قائم کیا۔ ان کے سفر نفع مند ہو گئے اور ان کی بھوکیں دُور ہو گئیں۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ یہ سب کچھ کیوں کیا گیا؟ آخر ہماری کوئی غرض تھی، کوئی مقصد تھا، کوئی وجہ تھی جس کی بناء پر ان سے یہ سلوک کیا گیا تھا۔ اور وہ وجہ یہی تھی کہ وہ اس گھر کو آباد رکھیں۔ پس چاہئے کہ جبکہ ہم نے اپنا حق ادا کر دیا ہے تو یہ بھی اپنا حق ادا کریں اور عبادتِ الٰہی میں اپنا وقت گزاریں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سفر بھی لوگوں کے دلوں میں حج کا شوق پیدا کرنے اور انہیں خانۂ کعبہ کی طرف متوجہ کرنے کا ایک بڑا ذریعہ تھے۔ جیسا کہ میں اوپر بتا چکا ہوں اہلِ عرب کو شروع میں حج کی طرف کوئی زیادہ توجہ نہیں تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان سفروں کو انہیں حج کی طرف متوجہ کرنے کا ایک ذریعہ بنا دیا۔ جب یہ لوگ ان کے گھروں میں جاتے اور ذکر کرتے کہ ہم مکّہ سے آئے ہیں جہاں خانۂ کعبہ ہے اور جس کا اس طرح حج کیا جاتا ہے اور جس سے بڑی بڑی برکتیں حاصل ہوتی ہیں تو تمام عرب میں پراپیگنڈا ہو جاتا اور وہ لوگ جو حج سے غافل تھے ان کے دلوں میں بھی حج کرنے کی تحریک پیدا ہو جاتی۔ اس طرح ان کو روزی بھی مل جاتی اور حج بھی لوگوں میں زیادہ سے زیادہ مقبول ہوتا چلا جاتا۔

☆ چوتھے معنے اس کے یہ ہیں کہ تعجب ہے مکّہ والوں نے اپنے نفسوں پر سردی اور گرمی کے سفر واجب کر چھوڑے ہیں اور بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے۔ یہ معنے بھی بعض مفسّرین نے کئے ہیں۔ یعنی تعجب ہے کہ یہ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ تو کرتے ہیں مگر عبادت نہیں کرتے۔ انہیں چاہئے کہ یہ ان سفروں کو چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنا وقت گزاریں۔

مگر جہاں تک مَیں سمجھتا ہوں یہ معنے درست معلوم نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ ساری تاریخ اور خود عبارت کی بناوٹ بتا رہی ہے کہ یہاں ان کے اس فعل کو بُرا نہیں کہا گیا بلکہ اسے اچھا قرار دیا گیا ہے اور جب ان کے اس فعل کو اچھا قرار دیا گیا ہے تو اس آیت کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ وہ سفر کیوں کرتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ وہ سفر چھوڑ دیں اور بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ پس یہ معنے لفظاً اور نحواً تو درست ہیں مگر یہاں چسپاں نہیں ہوتے۔ دوسرے وہ یہ سفر اس لئے کرتے تھے کہ روٹی کما کر لائیں اور پھر مکّہ والوں میں بانٹیں تا کہ وہ مکّہ میں ہی رہیں، تلاشِ معاش میں مکّہ چھوڑ کر اِدھر اُدھر نہ چلے جائیں۔ اب ان معنوں کو درست تسلیم کرنے کا تو یہ مطب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے کہ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ تم باہر جاؤ اور مکّہ والوں کو کھلاؤ۔ مگر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ معنے عقل کے خلاف ہیں۔ اس لئے اس آیت کا ہرگز یہ مفہوم نہیں۔ ان سفروں کی ضرورت تو انہیں موت اور ہلاکت کی وجہ سے پیش آئی تھی۔ اگر بلا ضرورت مکّہ والے سفر کرتے تو اعتراض کی بات تھی مگر جبکہ ایک اعلیٰ مقصد کے لئے انہوں نے یہ سفر اختیار کئے تھے تو اس آیت کے یہ معنے کرنا کہ وہ سفر کیوں کر رہے ہیں ان سفروں کو چھوڑیں اور بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں کسی طرح بھی درست معلوم نہیں ہوتا۔

ہاں یوں یہ معنے درست ہو سکتے ہیں کہ ان معنوں کو زمانۂ نبوی سے مخصوص قرار دیا جائے اور یہ کہا جائے کہ پہلے تو یہ سفر جائز تھے مگر اب تو مکّہ والوں کو یہ سب کام چھوڑ کر صداقتِ محمدیت پر غور کرنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت میں لگ جانا چاہئے۔ اگر یہ معنے کئے جائیں تو یقیناً درست ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد یہ سفر خود بخود بند ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حج کو اتنا مقبول کر دیا کہ مکّہ والوں کو باہر جانے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ وہیں بیٹھے بٹھائے اللہ تعالیٰ ان کو رزق دے دیتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے چونکہ تجلّی کامل نہیں ہوئی تھی اس لئے مکّہ والوں کو ان سفروں کی ضرورت پیش آتی رہتی تھی۔ مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد تجلّی الٰہی کامل طور پر ظاہر ہو گئی اس لئے اب یہ ضرورت نہیں تھی کہ مکّہ والے سفر کریں۔ اگر ہم اس آیت کے یہ محدود معنے کر لیں تو پھر کوئی اعتراض نہیں پڑتا۔ ہم کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سفروں کو کُلّیۃً برا نہیں کہا بلکہ مکّہ والوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ظہور کے بعد اب ان سفروں کی کوئی ضرورت نہیں۔ تمہیں چاہئے کہ ان سفروں کو چھوڑ کر محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے فائدہ اٹھاؤ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنا وقت گزارو۔ ان معنوں کے رُو سے یہ کفّار پر ایک ضرب کاری اور مسلمانوں کی عظیم الشان تعریف ہے۔ آخر مومن بھی تو مکّہ کے ہی رہنے والے تھے اور ان کی ضروریات بھی ویسی ہی تھیں لیکن وہ تو ایمان لاتے ہی سب کچھ چھوڑ کر تبلیغ حق اور خدمت دین میں لگ گئے اور جب وہ ایسا کر سکتے تھے تو مکّہ کے اور لوگ ایسا کیوں نہیں کر سکتے تھے۔

(باقی آئندہ)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

سالِ نَو کے آغاز پر لتھوانیا کے دارالحکومت ولنیس (Vilnius) کے مرکزی حصہ میں وقارِ عمل

(احمد فراز۔ مبلغ سلسلہ لتھوانیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیّہ لتھوانیا کو امسال بھی سالِ نَو کے آغاز پر لتھوانیا کے دارالحکومت ولنیس (Vilnius) کے مرکزی حصہ میں وقارِعمل کرنے کی توفیق ملی۔

یکم جنوری 2018ء کوسالِ نَو کی آمد کی تقریبات کے بعد جماعت احمدیہ لتھوانیا کو مُلک کے دارالحکومت ولنیس (Vilnius) کے مرکزی حصہ (The Cathedral Square جوکہ شہر کا سنٹر ہے اور اکثر بڑی تقریبات اس کے سامنے منعقد ہوتی ہیں) میں وقارِعمل کرنے کی توفیق ملی۔ شہر کی انتظامیہ سے اس وقارِعمل کی اجازت پہلے ہی لی جا چکی تھی۔ نئے سال کے موقع پر لتھوانیا میں کیا جانے والا یہ دوسرا وقارِعمل تھا۔

اِس مرتبہ شہر کے مرکزی حصّہ کی صفائی پر مامور کمپنی (UAB VSA) کی انچارج محترمہ اِندرے صاحبہ (Miss Indrė) نے وقارِعمل سے قبل ہی ہم سے رابطہ کر کے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ وہ جماعت کے دفتر میں تشریف لائیں اور اُن کو جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ وہ جماعت کی خدمات سے بہت متاثر ہوئیں۔ اُن کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب "World Crisis and the Pathway to Peace" کا رشین ترجمہ تحفۃً پیش کیا گیا۔ اُنھوں نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ اُن کے لئے سالِ نو کی تقریبات کے بعد سِٹی سنٹر میں صفائی کا یہ پہلا تجربہ ہے اور جماعت احمدیہ چونکہ پچھلے سال بھی وقارِعمل کر چکی ہے لہٰذا آپ ہی ہماری راہنمائی بھی کریں اور ہم آپ کے تجربہ سے فائدہ حاصل کریں۔

وقارِعمل سے قبل ہی رہائش اور دیگر انتظامات مکمل کر لئے گئے تھے۔ وقارِعمل کے دوران تصاویر بھی بنائی گئیں جو کہ بعد میں وقارِعمل کی رپورٹ اور جماعت کے مختصر تعارف کے ساتھ مقامی اخبارات کو بھجوائی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے متعدد آن لائن اخباروں نے اس رپورٹ کو تصاویر کے ساتھ شائع کیا۔ جن میں سے چند کے نام درجِ ذیل ہیں:

1. https://lietuvosdiena.lrytas.lt
2. www.15min.lt
3. www.lrt.lt
4. www.diena.lt
5. http://kauno.diena.lt

وقارِعمل سے قبل نیشنل ریڈیو چینل LRT Radijas نے خاکسار کا انٹرویو بھی کیا جس میں جماعت کا تعارف کروانے کے ساتھ ساتھ وقارِعمل کی اہمیت اور اس کے مقاصد پر روشنی ڈالنے کی توفیق ملی اور لوکل افراد کو وقارِعمل میں شمولیت کی دعوت بھی دی گئی۔ یہ انٹرویو دو تین بار نشر ہوا۔ نیز جماعت احمدیہ لتھوانیا کے فیس بُک (www.facebook.com/AhmadijaLT) پر بھی اس وقارِعمل کی تشہیر کی گئی اور مقامی احباب کو وقارِعمل میں شامل ہونے کی دعوت عام دی گئی۔

وقارِعمل کے بعد ایک ٹی وی چینل (LNK TV) نے بھی خاکسار کا انٹرویو لیا اور مورخہ 2 دسمبر کو شام 6:30 بجے کی خبروں میں ہمارے وقارِعمل کی رپورٹ

کے ساتھ براڈکاسٹ کیا۔ بعدازاں اس انٹرویو کو جماعت کے فیس بُک پر بھی ڈال دیا گیا اور بُوسٹ کیا گیا اور اِس طرح یہ پیغام فیس بُک کے ذریعہ بھی تقریباً 30 ہزار سے زائد افراد تک پہنچا۔

لتھوانیا کی مشہور اخبار Lietuvos Rytas شمارہ کا نام (Sostinė) کے نمائندوں نے بھی دفتر آ کر انٹر ویو لیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے (6 جنوری 2018ء) ہفتہ کے شمارہ میں پہلے صفحہ (صفحہ نمبر 1 اور خبر کا بقیہ حصہ صفحہ نمبر 5 پر) پر تصاویر کے ساتھ ہمارے وقارِعمل کی رپورٹ شائع کی۔

لتھوانیا میں صرف پانچ خدّام اور ایک ناصر موجود تھے، لتھوانیا سے شامل احمدی ممبران کے نام یہ ہیں:

1۔ (خاکسار) احمد فراز
2۔ مکرم بشارت احمد شاہد صاحب
3۔ مکرم آصف احمد ناصر صاحب
4۔ مکرم مسرور احمد قمر صاحب
5۔ مکرم سید حزقیل احمد صاحب
6۔ مکرم خاقان احمد صائم صاحب

لتھوانیا سے دو غیر احمدی پاکستانی طلباء مکرم عمیر صاحب اور مکرم دانش صاحب بھی شامل ہوئے۔ ان سب نے بھر پور شمولیّت کی اور بڑی محنت وجانفشانی سے کام کیا۔ نیز اِس سال بھی مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی سے خدّام کا ایک گروپ جرمنی سے وقارِعمل کے لئے لتھوانیا بھجوانے کی درخواست کی گئی۔ چنانچہ سات خدّام پر مشتمل ایک گروپ جرمنی سے تقریباً 17 گھنٹہ کی مسافت بذریعہ کار طے کر کے لتھوانیا پہنچا اور بڑے جوش اور جذبہ کے ساتھ وقارِعمل میں حصّہ لیا۔

جرمنی سے شامل ہونے والے ممبران کے نام یہ ہیں:

1۔ مکرم مبین جاوید صاحب
2۔ مکرم اوصاف اعظم صاحب
3۔ مکرم نفیس عظیم صاحب
4۔ مکرم آمش جاوید صاحب
5۔ مکرم منیب کھوکھر صاحب
6۔ مکرم اویس احمد ملک صاحب
7۔ مکرم سجاد بٹ صاحب

وقارِعمل شروع کرنے کے لئے انتظامیہ کے ساتھ صبح 3 بجے کا وقت طے ہوا۔ اللہ کے فضل سے سب احباب نے وقت مقررہ سے پہلے ہی اپنا کام شروع کر دیا جو کہ تقریباً 5 بج کر 37 منٹ تک جاری رہا۔ شہر کی مقامی انتظامیہ کی طرف سے تھیلے اور دستانے مہیا کیے گئے اور ہمارے لئے ایک علاقہ مختص کر دیا گیا۔

(وقارِعمل کی جگہ کا رقبہ یعنی The Cathedral Square: کی لمبائی تقریباً 200 میٹر، جبکہ چوڑائی بھی تقریباً 200 میٹر ہے۔)

کام کی نوعیت

آتش بازی کے باقیات، مختلف مشروبات کی خالی بوتلیں، بوتلوں کے ڈھکن، تھیلیاں، ریپرز، شیشے کے ٹکڑے اُٹھائے اور بعدازاں وائپر برش سے فرش کی صفائی کی گئی۔

کُل دورانیہ: اڑہائی سے تین گھنٹے

کُل وزن: کچرے اور دیگر اٹھائی گئی اشیاء کا وزن دوٹن سے کچھ زائد تھا۔

وقارِعمل کے بعد تمام احباب نے نمازِ فجر ادا کی اور نماز کی ادائیگی کے بعد ناشتہ کیا۔ تمام احباب چونکہ لمبا سفر کر کے یہاں پہنچے تھے اس لئے سب احباب نے ناشتہ کے بعد آرام کیا۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد نماز ظہر وعصر باجماعت ادا کی گئیں۔ پھر نماز مغرب وعشاء ادا کرنے کے بعد خاکسار نے جرمنی سے آئے ہوئے احباب اور لتھوانیا سے شامل ہونے والے سب دوستوں کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مکرم بشارت احمد شاہد صاحب مبلغ سلسلہ نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد ہمارے تمام دوست احباب اپنی اپنی منزل کو روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی سے آئے ہوئے احباب بھی طویل مسافت طے کر کے اگلے دن خیریت سے واپس جرمنی پہنچ گئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آئندہ بھی ہمیں ایسے خدمت خلق اور خدمت انسانیت کے کام کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے اور اِس کے ذریعہ لوگوں کو اسلام احمدیت کی تعلیم کو سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کو کیسے نوازتا ہے!

(عبداللہ عدیل۔ جرمنی)

2010ء کے اوائل کا ذکر ہے خاکسار کے والد محترم پولینڈ مشن میں جماعتی خدمات بجا لا رہے تھے۔ ایک دن فون کر کے میں نے حال احوال دریافت کیا۔ باتوں باتوں میں کہنے لگے اگر گنجائش نکال سکو تو ایک کم قیمت کی گاڑی خرید کر کچھ عرصہ کے لیے دے جاؤ۔ مشن کے تحت لٹریچر تقسیم اور تبلیغی مساعی کے لیے بسوں کے ذریعہ غیر ضروری وقت بہت زیادہ لگ جاتا ہے اور مشن اس پوزیشن میں نہیں کہ فی الحال گاڑی لے سکے۔ نہ جانے ان کی اس بات نے دل پر کیوں گہرا اثر چھوڑا۔ گھر آ کر اہلیہ سے دریافت کیا کہ کیا کچھ رقم مہیا ہوسکتی ہے۔ کافی تگ ودَو اور ہر قسم کی بچتیں اکھٹی کرنے کے بعد پندرہ سو یورو نکل آئے۔ خاکسار نے فوراً ایک سیکنڈ ہینڈ اوپل کار خریدی اور اس میں گھریلو ضرورت کی چند اشیاء رکھیں اور گاڑی پولینڈ مشن میں چھوڑ آیا۔ والد محترم نے اس پھرتی دکھلانے پر بڑی حیرانی کا اظہار کیا۔ تاہم دل کی گہرائیوں سے بہت دعائیں بھی دیں۔

چند دن بعد خاکسار کے مالی حالات ایک دم خراب ہوگئے اور مزید آمد پیدا کرنے کے لیے خاکسار نے دن کے کام کے ساتھ رات کو ٹیکسی چلانے کا فیصلہ کرلیا۔ جس شہر میں خاکسار کی رہائش ہے وہاں ٹیکسیوں کی ایک بڑی کمپنی کو اس وقت ڈرائیور کی ضرورت تھی۔ خاکسار کمپنی کے مالک سے ملازمت کے سلسلہ میں ملا۔ وہ اچھی طرح ملا لیکن خاکسار کے غیر ملکی پس منظر کی وجہ سے اس نے ملازمت دینے سے انکار کر دیا۔ اَور جگہوں پر بھی کوشش کی لیکن غیر ملکی ہونا مسئلہ بنا رہا۔ حالات نامساعد ہوجانے کی وجہ سے خاکسار بہت رنجیدہ اور غمگین رہنے لگ گیا۔ نمازوں اور نوافل میں دعا کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک قسم کی لڑائی شروع ہوگئی۔ خاکسار اس لڑائی میں صرف یہ نقطہ اٹھاتا کہ اے خدا تُو تو اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کو کئی گنا زیادہ دیتا ہے۔ خاکسار نے تو اپنی جمع پونجی ایک ایسی گاڑی کی خرید پر لگا دی جس نے محض تیرے مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کی تشہیر کرنی ہے اور بجائے اس کے کہ میرے مالی حالات ٹھیک ہوتے یہ تو مزید خراب ہو گئے ہیں۔

چند دن یہ لڑائی جاری رہی اور پھر اچانک خاکسار کو ایک خیال آیا کہ کیوں نہ اپنی کرائے کی کار چلانا شروع کردوں۔ کسی دوست سے مشورہ کیا اور ادھار مانگا۔ اس دوست نے دوہزار یورو ادھار تو دے دیا لیکن ساتھ ہی کہنے لگا اس رقم میں جو گاڑی تم لا کر چلاؤ گے اس میں بیٹھے گا کون۔ جبکہ شہر میں ہر کوئی نئی مرسڈیز گاڑیوں کے ساتھ یہ کام کرتا ہے۔ خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکّل کرتے ہوئے اس دوہزار کی گاڑی سے اپنا کام شروع کر دیا۔ گزشتہ پانچ برس کے اندر اندر اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسا نوازا کہ جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ خاکسار اِس وقت محض اللہ تعالیٰ کے فضل، رحم اور کرم کے نتیجہ میں اپنے علاقہ میں ٹیکسیوں کی سب سے بڑی کمپنی کا مالک ہے۔ درجن بھر سے زائد نئی مرسڈیز گاڑیاں اس کمپنی کی ملکیت ہیں اور چالیس کے لگ بھگ افراد اس کمپنی میں کام کرتے ہیں جس میں نصف سے زائد جرمن ہیں۔ اب جب بھی اپنے حالات پر غور کرتا ہوں تو یہ بات صاف سمجھ آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی نیکی اور خاص کر اس کی راہ میں خرچ کیے گیے اموال کا صلہ بہت زیادہ بڑھا کر لازماً دیتا ہے۔ تاہم اس کے لیے صبر، دعا اور استقامت کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو بھی صبر، استقامت کے ساتھ اس کے در پر دھونی رما کر بیٹھ جائے تو وہ پھر کبھی اس کے دَر سے نامراد نہیں لوٹتا۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مکرم چوہدری محمود احمد چیمہ صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16/اپریل 2012ء میں مکرمہ پروفیسر طیبہ چیمہ صاحبہ کے قلم سے اُن کے والدمحترم چوہدری محمود احمد چیمہ صاحب سابق امیرو مبلغ جماعت احمدیہ انڈونیشیا کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم محمود احمد چیمہ صاحب 6/اگست 1928ء کو چک نمبر 35 جنوبی ضلع سرگودھا میں محترم چوہدری عطاء اللہ چیمہ صاحب کے ہاں پیدا ہوئے جنہوں نے 1922ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پہ بیعت کی تھی۔ اُن کو تبلیغ کا اتنا شوق تھا کہ قادیان میں مربیان کی دیہاتی کلاس پاس کی اور 10 سال تک بطور دیہاتی مربی کام کیا۔ پھر اپنی اکلوتی نرینہ اولاد یعنی محترم محمود احمد چیمہ صاحب کو 1939ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل کروادیا۔

محترم محمود احمد صاحب نے 1945ء میں مدرسہ احمدیہ میں تعلیم مکمل کرلی۔ اسی دوران 1944ء میں زندگی وقف کردی اور 1945ء میں جامعہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ پاکستان بننے کے بعد جامعہ احمدیہ پہلے چنیوٹ پھر احمدنگر اور بعدازاں ربوہ منتقل ہوا۔ 1949ء میں آپ نے مولوی فاضل کیا۔ 1950ء میں میٹرک انگلش کا امتحان پاس کیا۔ ستمبر 1957ء میں آپ کی شادی محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ بنت حضرت چوہدری عبداللہ خان صاحبؓ (قلعہ کالروالا) سے ہوئی۔ ستمبر 1952ء میں آپ نے شاہد کا امتحان پاس کیا۔ 1955ء کے آغاز میں آپ کو سیرالیون بھجوایا گیا۔ اپریل 1959ء میں واپس پاکستان آئے اور جون 1962ء تک دفتر وکالت تبشیر میں کام کرتے رہے۔ جولائی 1962ء میں مغربی جرمنی بھجوائے گئے جہاں سے اپریل 1966ء میں واپسی ہوئی۔ اسی سال حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ پھر اکتوبر 1969ء تک وکالت تبشیر میں کام کرنے کا موقع ملا اور نومبر 1969ء میں انڈونیشیا بھجوائے گئے جہاں فروری 2002ء تک یعنی 31 سال بطور مبلغ، پھر بطور امیرو مبلغ اور پرنسپل جامعہ احمدیہ انڈونیشیا کے طور پر کام کرنے کا موقع ملا۔ آپ کو خداتعالیٰ نے چار بیٹیوں سے نوازا جو سب اپنے گھروں میں آباد اور صاحبِ اولاد ہیں۔ مکرم مختار احمد چیمہ صاحب مبلغ سلسلہ کینیڈا بھی آپ کے داماد ہیں۔

محترم محمود احمد چیمہ صاحب کو نصف صدی سے زائد بیرون پاکستان خدمات کی توفیق پائی۔ آپ کی فیملی اس تمام عرصہ میں ربوہ میں مقیم رہی۔ کئی کئی سال بعد بچوں سے ملاقات ہوتی۔ یہی وجہ تھی کہ مستقل پاکستان آجانے کے بعد بھی آپ بچوں کے ساتھ بہت زیادہ بے تکلّف نہ ہوسکے اور ہمیشہ ایک حجاب مانع رہا۔ پاکستان آکر وفات تک آپ مضمون نگار کے پاس رہے مگر جھجک مانع رہی اور اکثر ضروری باتیں لکھ کر کیا کرتے۔

مضمون نگار بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ کی وفات 1991ء میں ربوہ میں ہوئی۔ میرے والدین کا ازدواجی زندگی کا عرصہ 41 سال پر محیط ہے جس میں سے آپ دونوں کو مختلف وقفوں سے تقریباً 10 سال اکٹھے رہنے کا موقع ملا۔ اس زمانہ میں رابطہ کا نظام حالیہ دنوں جیسا نہ تھا۔ ایک دفعہ والدہ صاحبہ جلسہ سالانہ سے قبل انڈونیشیا کے وفد کی خواتین کے استقبال کے لئے گیسٹ ہاؤس گئیں تو اچانک دیکھا کہ وفد میں والد صاحب بھی شامل تھے۔ اُن کو دیکھ کر ایسا گھبرائیں کہ اُن کو ملنے کی بجائے فوراً گھر لَوٹ آئیں۔ شدّت جذبات سے بولا نہیں جا رہا تھا اور ہمیں کہنے لگیں تیاری کرو، تمہارے ابّا بھی آئے ہیں۔

والد صاحب کی بیرون ملک رہائش کے باعث والدہ صاحبہ تن تنہا مختلف مسائل زندگی سے نبردآزما رہیں اور صبرووفا کی کامل تصویر بن کر والد صاحب کے وقف کو نبھایا اور کبھی حرف شکایت آپ کے لب پہ نہ آیا۔ ایک دفعہ خاکسارہ کو اپنڈیسائٹس کی تکلیف کی وجہ سے سول ہسپتال فیصل آباد میں داخل کروانا پڑا۔ والدہ صاحبہ دن کے وقت میرے پاس رہتیں اور رات گئے ریل گاڑی کے ذریعہ دوسری بہنوں کے اکیلا ہونے کی وجہ سے ربوہ آجاتیں۔ رات کو سٹیشن سے گھر تک پہنچتے ہوئے نہایت خوفزدہ ہوتیں۔ آوارہ کتے گھر تک بعض اوقات پیچھا کرتے۔ چنانچہ والدہ صاحبہ کی وفات 1992ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اُن کا ذکرخیر کرتے ہوئے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا: ''اس کو وقف کہتے ہیں۔ خاوند نے وقف کیا اور کامل وفا کے ساتھ بیوی نے اپنی زندگی کی ساری جوانی دین کے حضور پیش کردی اور سارے دکھ خود اٹھائے اور خاوند کو بےفکر کرکے دین میں چھوڑ دیا۔''

ہم چاروں بہنوں کی شادیوں کے موقع پر والد صاحب موجود نہیں تھے۔ والد صاحب میں وقف کی روح کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ جماعت سے جائز مطالبہ کرنا بھی سخت ناپسند تھا۔ والدہ صاحبہ کی آخری بیماری میں ان کو بسلسلہ علاج لاہور لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ اس اظہار پر کہ دفتر سے گاڑی لے لیں آپ نے کہا کہ میں اپنے ذاتی کام کے لئے جماعت سے کوئی مطالبہ نہیں کرنا چاہتا۔

محترم محمود احمد چیمہ صاحب بہت محنتی اور اپنی ذمہ داریوں کو محض خداتعالیٰ کی خاطر انجام دینے والے تھے۔ مختلف ممالک میں تبلیغ کے لئے متعلقہ ممالک کی زبانیں سیکھیں۔ خصوصاً جرمن اور انڈونیشین زبان میں مہارت حاصل کی۔ تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔ آپ کی ڈائریوں اور یادداشتوں میں پرانے اولیاء اور مربیان کے طریقِ تبلیغ کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ تینوں ممالک میں قیام کے دوران سینکڑوں سعید روحوں نے آپ کے ذریعہ قبولِ حق کی سعادت پائی۔ سیرالیون میں آپ ایک ہفتہ وار اخبار "The Cresent" بھی شائع کرتے رہے۔

مغربی جرمنی میں قیام کے دوران ایک روز اطالوی ماہر لسانیات ڈاکٹر کیوسی صاحب فرینکفرٹ مشن میں تشریف لائے۔ وہ آٹھ زبانوں کے ماہر تھے۔ انہوں نے عربی زبان سیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تو محترم چیمہ صاحب نے ان کو یسرنا القرآن قاعدہ پڑھانا شروع کیا اور عربی زبان سکھانے کے ساتھ ساتھ تبلیغ جاری رکھی۔ بالآخر انہوں نے بیعت کرلی اور بعدازاں اُنہیں اسپرانٹو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی توفیق ملی۔

انڈونیشیا میں 31 سال سے زائد عرصہ قیام کے دوران تبلیغ کے مختلف انداز، انتظامی امور میں مشکلات اور خداتعالیٰ کے افضال کا تذکرہ محترم چیمہ صاحب کی ذاتی ڈائریوں میں ملتا ہے۔ بہت سی مساجد اور دیگر جماعتی عمارات (بشمول ہوسٹل، گیسٹ ہاؤس اور لجنہ کے لئے تین منزلہ عمارت) کی تعمیر کے علاوہ موصیان کے لئے قبرستان کا حصول بھی آپ کے ذریعہ ہوا۔ جماعت اور خلافت سے آپ کو بے حد محبت تھی۔ آپ کے قیام انڈونیشیا کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی وہاں تشریف لائے۔ حضورؒ نے آپ کی گزشتہ مساعی پر خوشنودی کا اظہار کیا اور یہ بھی فرمایا کہ جماعتی ترقی میں لجنہ انڈونیشیا کی مساعی دنیا کی تمام لجنہ سے نمبرایک پر ہے۔

1993ء میں ایک خط میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو ارشاد فرمایا: ''اللہ آپ کو جزا دے۔ آپ نے تبلیغ کے میدان میں ایک کامیاب تاریخی دَور گزارا۔ اللہ تعالیٰ اس کا بہترین اجر دے اور دونوں جہان کی حسنات سے نوازے۔ اب آپ کی صحت اور عمر زیادہ محنت اور ذمہ داری کے کاموں کی متحمّل نہیں، اس لئے آپ جامعہ احمدیہ کے تدریسی فرائض سنبھال لیں۔ اللہ کرے کہ آپ کے فیض سے انڈونیشیا میں بہترین اور اعلیٰ نمونہ کے مبلغین پیدا ہوں۔ (آمین)''

محترم چیمہ صاحب نے عوام الناس کے علاوہ مختلف ممالک کے اہم قومی راہنماؤں سے مل کر اُنہیں بھی احمدیت کا تعارف کروایا اور لٹریچر دیا۔

جون 1980ء میں مجلس علماء انڈونیشیا نے جماعت احمدیہ کے خلاف کفر کا فتویٰ شائع کیا۔ جماعت کی طرف سے اُن کو تحریری مباحثہ کا چیلنج دیا گیا جو انہوں نے قبول نہ کیا۔ اس پر وزیر امور مذاہب کو لکھا گیا کہ وہ ثالث بن کر مباحثہ کروادیں۔ لیکن انہوں نے بھی تسلّی بخش جواب نہ دیا۔ جس کے بعد محترم چیمہ صاحب نے اہل علم احمدیوں کی مدد سے اس فتویٰ کفر کا جواب لکھ کر طبع کروایا اور انڈونیشیا کے صدر سوہارتو اور اُن کی کابینہ نیز کئی علماء کو بھی یہ کتاب بھیجی۔ اکثر افراد نے شکریہ ادا کیا۔ کتاب پڑھ کر صدر سوہارتو نے اپنے خطاب میں کہا کہ ''یہ مناسب نہیں کہ کسی شخص کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی جائے یا کسی کی مذہبی آزادی میں دخل دیا جائے۔''

محترم چیمہ صاحب نے بطور مربی سنگاپور، ملائیشیا، فلپائن اور تھائی لینڈ کی جماعتوں کے دورے بھی کئے۔ آپ کے انڈونیشیا میں قیام کے دوران پہلے تاسک ملایا میں اور بعد میں بانڈونگ میں ایک معلم کلاس کا آغاز ہوا۔ اسی کلاس کو تین سالہ کورس میں بدل دیا گیا اور یوں جامعہ احمدیہ کی بنیاد پڑی۔ 2002ء تک اس میں پانچ کلاسیں اور 80 طالب علم داخل تھے جہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے طالب علم نہ صرف انڈونیشیا بلکہ سنگاپور، ملائشیا، فلپائن، تھائی لینڈ اور کمبوڈیا کی جماعتوں کی ضروریات کو بھی پورا کرتے ہیں۔

آپ بنیادی طور پر محنتی اور عالمانہ مزاج رکھتے تھے۔ کتب کا مطالعہ کرنا اور تحقیقی امور سرانجام دینا آپ کا مشغلہ تھا۔ آپ انڈونیشیا کی قومیت رکھتے تھے اور انڈونیشین زبان پر آپ کو مکمل عبور تھا۔ آپ نے انڈونیشین زبان میں اہم موضوعات پر 16 کتب اور پمفلٹس تحریر کئے۔ انڈونیشین قوم سے بہت پیار کرتے اور کہا کرتے کہ انڈونیشین بہت مخلص، بااخلاق، مہمان نواز اور پیار کرنے والے لوگ ہیں۔ انڈونیشیا کے احمدی بھی آپ سے بے حد پیار کرتے۔ آپ کے انڈونیشیا میں قیام کے دوران بھی جو مہمان انڈونیشیا سے آتے تو آپ کے ذکر پر ان کی آنکھوں میں خوشی اور پیار کی جھلک ملتی اور آپ کو ''بابا'' کہتے ہوئے اُن کی آواز بھرّا جاتی۔ آپ کے پاکستان آجانے کے بعد بھی اُن کے خطوط آتے رہتے جن میں والہانہ محبت کا اظہار ہوتا۔ آپ کا دل پاکستان واپس آکر بھی انڈونیشین جماعت سے ملنے کے لئے بےقرار رہتا۔ وفات سے ایک ماہ قبل آپ نے انڈونیشیا جانے کی تیاری مکمل کرلی تھی۔ مگر انہی دنوں دل کی تکلیف زیادہ ہوگئی جو جان لیوا ثابت ہوئی۔

محترم محمود احمد چیمہ صاحب طبعاً سادہ مزاج تھے۔ خاموش طبع، نرم خُو اور گہرے عارفانہ مزاج کے مالک تھے۔ دعاؤں اور ذکرالٰہی میں ہمہ وقت مشغول رہنے والے تھے۔ اپنے والدین کی اکلوتی نرینہ اولاد اور صاحبِ جائیداد تھے مگر دنیاوی خواہشات کی طرف آپ کی طبیعت مائل نہ تھی۔ اپنی وفات سے تقریباً بیس سال قبل اپنی تمام جائیداد بچیوں کے نام کردی۔ اپنی ضروریات اس قدر محدود تھیں کہ آپ کو زیادہ رقم کی ضرورت ہی نہ پیش آتی۔ مثلاً بوٹوں کا ایک ہی جوڑا تھا۔ مسلسل استعمال کی وجہ سے بوٹ کھلے ہوگئے تھے اور چلتے چلتے پاؤں باہر آجاتا۔ بچے نیا بُوٹ لینے پر اصرار کرتے لیکن ہمیشہ انکار ہوتا۔ کپڑوں کے معاملے میں بھی سادگی پسند تھے۔ چند سوٹوں کے علاوہ نئے کپڑے بنانے کی اجازت نہ دیتے۔ اس معاملے میں وہ مکمل طور پر حضرت چوہدری سر ظفراللہ خان صاحبؓ کے نقش قدم کی پیروی کرتے۔ آپ چوہدری صاحب کی شخصیت سے بہت متاثر تھے۔ چنانچہ آپ کی خوابوں کی ڈائری سے دو باتیں نمایاں نظر آتی ہیں۔ ایک تو بار بار خوابوں میں حضرت چوہدری صاحب سے ملاقات اور دوسرا بار بار آپ کو جنت کی خوشخبری کا دیا جانا۔ آپ کو اکثر سچے خواب آتے۔ 1975ء میں آپ نے خواب دیکھا کہ آپ کو انڈونیشیا جماعت کا چارج ملا ہے۔ جو کہ 1977ء میں پورا ہوا۔ بچوں کی پیدائش سے قبل بھی آپ کو خوابوں کے ذریعے اطلاع مل جاتی۔

باوجود صاحبِ جائیداد ہونے کے سادگی وقناعت کا یہ حال تھا کہ ایک سوئی دھاگہ کپڑوں کو ٹانکہ لگانے کے لئے رکھا ہوا تھا۔ وہ سوئی 1962ء میں جرمنی سے لی تھی۔ دنیاوی اشیاء کی محبت سے دل یکسر خالی تھا۔ جب پاکستان آتے تو انڈونیشین بہت زیادہ تعداد میں تحائف دیتے مگر

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16/اپریل 2012ء میں مکرم خورشید احمد صاحب پربھاکر آف قادیان کی ایک غزل شائع ہوئی ہے۔ اس غزل میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خمارِ بادۂ ہستی کہیں مغرور نہ کر دے
فریب رنگ و بُو دنیا خدا سے دُور نہ کر دے
خدا کا قرب پانے کا جوانی کا زمانہ ہے
فرشتہ موت اے سالک کہیں مغفور نہ کر دے
یہ باغی نفسِ امّارہ ہے پاپوں سے بھرا پیکر
یہ انساں کو گناہوں پر کہیں مجبور نہ کر دے
کہیں آقا پرستی ہے کہیں موقع پرستی ہے
تیری چشمِ عقیدت کو کہیں بےنور نہ کر دے
خدا کو چھوڑ کر عاقل یہ دنیا اک فسانہ ہے
یہ پتھر فلسفے کا تجھ کو چکنا چُور نہ کر دے

آپ کا نقطۂ نظر یہی تھا کہ انڈونیشین جماعت میں زیادہ مستحقین ہیں اس لئے تمام تحائف وہیں تقسیم کردیتے۔ آخری مرتبہ جب پاکستان آئے تو وہاں کے افرادِ جماعت نے کچھ رقم آپ کو تحفہ میں دی جو آپ نے مرکز میں یہ کہہ کر پیش کردی کہ جماعت کے لوگوں کی طرف سے دی گئی ایک سوئی بھی میرے لئے جائز نہیں۔

آپ صرف اپنی ذات کے لئے بہت قناعت پسند تھے مگر دوسروں کے لئے سخی اور کھلے دل کے مالک تھے۔ غرباء کی خفیہ مدد کرتے اور کسی بھی ضرورتمند کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ زمانۂ طالب علمی سے موصی تھے اور چندوں میں بہت باقاعدہ۔ آپ نے لسٹ بنائی ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ، خلفائے راشدین، حضرت مسیح موعود، صحابہؓ اور پھر اپنے خاندان کے بزرگوں کو شامل کر کے سب کے نام کا چندہ ادا کرتے۔

آپ ایک مسافر کی مانند زندگی بسر کرتے رہے۔ ہر وقت اپنے رب کے پاس جانے کے لئے تیار رہتے۔ خدا کے ساتھ اپنا معاملہ صاف رکھنے کی کوشش کرتے۔ ربوہ میں ایک دس مرلہ کا پلاٹ آپ کے والد صاحب نے آپ کے نام کا خریدا تھا۔ بعد میں کسی نے بتایا کہ پہلے یہ آپ کے چھوٹے بھائی کے لئے خریدنے کی نیت تھی۔ اگرچہ بھائی کا کہنا تھا کہ ایسی کوئی بات نہیں مگر آپ نے پلاٹ فروخت ہونے پر اُس کی قیمت زبردستی چھوٹے بھائی کو بھجوادی۔ یہ تقویٰ کی وہ باریک راہیں ہیں جن پر راہِ حق کے مسافر قدم دھرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جو روحانی تبدیلی احمدیوں میں پیدا کی، آپ بھی حضور کے اس روحانی ورثے سے فیضیاب تھے۔ مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ مَیں نے والد صاحب کے ساتھ ان کی زندگی کے آخری آٹھ سال گزارے۔ میں نے آپ کو نہایت عبادت گزار اور خدا تعالیٰ کی محبت میں گم پایا۔ ہمارے ساتھ رہتے ہوئے بھی یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ نہیں رہ رہے۔ ان کی تمام تر ترجیحات کا مرکزی نقطہ خدا کی ذات تھی۔ میرا قلم شاید ان کی عبادت کا معیار بیان نہ کرسکے مگر عبادت کے بلند معیار کا یہ وصف اُن کو اپنے ننھیال کی طرف سے بھی وراثت میں ملا تھا۔ اُن کے نانا حضرت چوہدری مولا بخش صاحبؓ، والدہ محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ اور ماموں اور ممانی خدا تعالیٰ سے گہرا تعلق رکھنے والے اور عبادت گزار بزرگ تھے۔ ماموں چوہدری ہدایت اللہ ڈھینڈسہ غیر معمولی عبادت گزار اور حقیقی معنوں میں مساجد آباد کرنے والوں میں سے تھے۔ والد صاحب کا ماموں اور ممانی سے بہت محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ والد صاحب کی روحانی ترقی میں ان کی بچپن کی تربیت اور خاندانی ماحول کا اثر موجود تھا۔ والد صاحب کی زندگی میں تو ہمارے گھر رات نہیں ہوتی تھی۔ ہم گھر والے سونے کے لئے لیٹتے تو آپ کی بیداری کا وقت ہوجاتا۔ چونکہ بہت خاموش طبع تھے، اس لئے کم اور آہستہ بات کرتے۔ اکثر لکھ کر بات کرتے۔ مگر ساری رات اُن کے کمرے سے اونچی آواز میں تلاوت کی آواز آتی رہتی۔

وقت کی پابندی سختی سے کرتے تھے۔ ہر نماز سے پندرہ منٹ قبل مسجد میں پہنچ جاتے۔ 14 جولائی 2009ء کو آپ کا انتقال ہوا اور ایک روز پہلے بھی آپ نے تمام نمازیں مسجد میں ادا کیں۔ طبیعت کی خرابی ہو یا کمزوری ہو، کسی حال میں بھی نماز گھر نہیں پڑھتے تھے۔ اگر بیماری میں ہم زور دیتے کہ گھر پر نماز پڑھ لیں تو کہتے تھے کہ مجھے 5 منٹ مسجد میں جانے اور 5 منٹ واپسی میں لگتے ہیں اور اس طرح میری دن میں 50 منٹ کی سیر بھی ہوجاتی ہے۔ چاشت اور اشراق کی نماز باقاعدہ پڑھتے اور اکثر نوافل ادا کرتے رہتے۔ باجماعت نماز کے اس قدر پابند تھے کہ بیرون ملک سے ربوہ رات کو پہنچتے تو فجر کی نماز مسجد میں ادا کرنے جاتے اور سفر کی تکان باجماعت نماز کی راہ میں کبھی بھی حائل نہ ہوتی۔

آپ مطالعہ کرنے اور لکھنے کے بیحد شوقین تھے۔ کمرے میں صرف دو چیزیں نظر آتیں، کتابیں یا دوائیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد تبلیغ کرتے رہتے۔ اگر محسوس کرتے کہ کوئی بحث نہیں کرنا چاہ رہا تو اُسے لکھ کر ضروری مسائل اور ان کے جواب فائل کی شکل میں دے دیتے اور اس سے درخواست کرتے کہ ان کو ضرور پڑھ لے۔

لوڈ شیڈنگ میں بھی آپ کی روٹین میں فرق نہیں آتا تھا۔ سخت گرمی میں بھی گیس لیمپ جلا کر Magnified Glass لگا کر پڑھنے لکھنے میں مصروف رہتے۔ بچے مذاق میں کہتے کہ لگتا ہے صبح ان کا پرچہ (Exam) ہے۔ آپ نہ ٹی وی دیکھتے اور نہ ریڈیو کی ان کو کوئی ضرورت تھی۔ بس یوں محسوس ہوتا تھا کہ ان کی الگ ہی دنیا ہے جس کا مرکز محور بس خدا ہے۔ قرآن کا وسیع علم اور گہرا مطالعہ تھا۔ قرآن کریم کے ہر صفحہ کے ساتھ نوٹس کے لئے ایک سفید کاغذ لگوا کر جلد کروائی ہوئی تھی۔ تبلیغ کے دوران قرآن کریم کے حوالے بہت روانی سے دیتے۔

آپ بے حد محبت کرنے والے تھے مگر اظہار کے معاملے میں ذرا محتاط تھے اور طبیعت میں حیا اور جھجک تھی۔ آپ جماعت کے اندر ہمیشہ اتحاد اور محبت کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔ چنانچہ انڈونیشیا میں مبلغ انچارج بننے کے بعد پہلا اہم کام یہی کیا کہ سماٹرا کے احمدی جو دو حصّوں میں بٹ گئے تھے اور اس وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی اُن سے ناراض اور پریشان تھے۔ آپ نے دونوں فریقوں کے حالات تحمّل سے سنے، ان کی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا اور زیادتی کرنے والے فریق کو بھی نصیحت کی اور دوسرے فریق کو بھی اپنے بھائیوں کی خطائیں معاف کرنے کی نصیحت کی۔ پھر اتحاد کی یہ فضا جماعت انڈونیشیا کی بے پناہ ترقی کا ذریعہ بنی۔

آپ کھانے میں بے انتہا سادگی پسند تھے۔ صرف وقت پر کھانا دینا ہوتا تھا کیونکہ وقت کی پابندی کو پسند کرتے۔ کسی کھانے پر ناپسندیدگی کا اظہار نہ کرتے خواہ دو دن بھی لگاتار ایک ہی قسم کا کھانا پیش کیا جاتا رہے۔

آپ کو غلط بیانی سے نفرت تھی۔ اس لئے رپورٹنگ کے حوالے سے ہمیشہ محتاط انداز اختیار کرتے اور الفاظ کی خوبصورتی اور حاشیہ آرائی کو رپورٹنگ میں ناپسند کرتے۔ ہر رپورٹ محض سچائی اور حقیقت پر مبنی ہوتی۔ اپنی کسی مساعی کا یا جماعتی خدمات کا زیادہ تر نجی محفل میں ذکر نہ کرتے اور نہ اپنی ذات کی تعریف کا شوق تھا۔ گھر کے باہر نام کی تختی سے چوہدری کا لفظ بھی ختم کروادیا۔

کثرت سے بزرگانِ سلسلہ کو خطوط میں اپنے انجام بخیر ہونے کی دعا کی درخواست کرتے۔ بشریت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنے مولیٰ سے حد درجہ پیار کرتے ہوئے اُسے ہر حال میں راضی رکھنے کی کوشش کرتے۔ وفات سے قبل مخلوقِ خدا کی بھلائی کے لئے عطیہ چشم بھی دے دیا۔ وفات کے وقت آپ کے چہرے پر سکون اور غیر معمولی حسن کی جھلک تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کسی لمبی بیماری کی اذیت سے بچایا۔ ہر قسم کی محتاجی سے محفوظ رکھا اور آپ کا انجام بخیر کیا۔ 81 سال کی عمر میں وفات پا کر بہشتی مقبرہ ربوہ میں سپردِ خاک ہوئے۔ آپ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا: ’’چوہدری محمود احمد چیمہ جو ہمارے بڑے پرانے مربی سلسلہ تھے 14 جولائی 2009ء کو وفات پا گئے ہیں۔ بڑے نیک، مخلص، باوفا اور خدمتِ دین کا جذبہ رکھنے والے فدائی واقف زندگی تھے۔ ان کی طبیعت میں بڑی سادگی تھی۔ خلافت سے انتہائی وفا کا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیاں ان کی نسلوں تک جاری رکھے۔ آمین‘‘

…۞…۞…۞…

محترم محمد طفیل صاحب اور اُن کا خاندان

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 9 جولائی 2012ء میں شاملِ اشاعت اپنے مضمون میں مکرم محمد اکرم خالد صاحب نے اپنے خاندان کا تعارف پیش کیا ہے۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ ہمارا گاؤں ’ننگل باغباں‘ بہشتی مقبرہ قادیان سے ملحق ہے۔ میرے والد مکرم محمد طفیل صاحب چار بھائی تھے اور نہایت سادہ مزاج لوگ تھے۔ ایک دن انہوں نے مل کر فیصلہ کیا کہ ہمیں کوئی پیر ڈھونڈنا چاہئے۔ بڑے غور وخوض کے بعد فیصلہ ہوا کہ مولوی غلام احمد بڑا نیک آدمی ہے، سارا دن مسجد میں پڑا رہتا ہے لہٰذا اسے ہی اپنا پیر بنا لینا چاہئے۔ چنانچہ رواج کے مطابق چاروں بھائی تیار ہوکر ایک پگڑی، دیسی شکر کا تھال بھر کر اوپر چاندی کا ایک روپیہ رکھ کر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارا یہ حقیر نذرانہ قبول فرمائیں اور ہمارے پیر بن جائیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ مجھے پیر بننے کا خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نہیں ہوا لہٰذا مَیں یہ کام نہیں کرسکتا۔ اس پر چاروں بھائی غصے میں واپس گاؤں لوٹ آئے۔ چند سال کے بعد جب حضور علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں بیعت لینے کا اعلان فرمایا تو افسوس کہ یہ سادہ لوگ اسی ناراضگی میں بیعت سے محروم رہے اور کہنے لگے کہ مرزا صاحب کو ہماری شکر پگڑی اور روپیہ اب یاد آنے لگا ہے۔ لیکن پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کرنے کی توفیق پائی۔

ان چار بھائیوں میں بڑے مکرم محمد یعقوب صاحب ننگلی تھے جو الفضل کے کاتب رہے۔ اُن کے بیٹے مکرم مولوی محمد صدیق صاحب ننگلی مبلغ سلسلہ سیرالیون رہے۔

دوسرے بھائی جلال الدین صاحب اپنی پارسائی کی وجہ سے مولوی کہلاتے تھے۔ بہت صفائی پسند اور نماز باجماعت کے سختی سے پابند تھے۔ مسحورکُن آواز میں اذان دیتے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ کئی دورہ جات میں بطور خدمتگار ساتھ جانے کا موقع ملتا رہا۔ اذان دینا آپ کے فرائض میں شامل تھا اور کارکنان کو ہدایت تھی کہ اذان کے وقت آپ کو کسی کام سے نہ بھیجا جائے۔ ایمانداری میں مشہور تھے اور لوگ امانتیں ان کے پاس رکھوایا کرتے تھے۔

تیسرے بھائی (مضمون نگار کے والد) مکرم محمد طفیل صاحب ننگلی دل وجان سے فدائی احمدی تھے۔ باوجود ناخواندہ ہونے کے بہت سے اشعار درثمین وکلام محمود سے زبانی یاد تھے۔ بہت مضبوط جسم کے مالک تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی ٹانگیں دبانے کی سعادت بھی پائی۔ بہت قناعت پسند تھے اور نہایت تنگی کی حالت میں بھی قرض لینے کی بجائے ہمیشہ شاکر رہتے۔

سب سے چھوٹے بھائی مکرم محمد صادق صاحب ننگلی درویشِ قادیان تھے۔ 5 نومبر 2011ء کو اُن کی وفات ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے نماز جنازہ غائب پڑھائی اور خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ مکرم چوہدری محمد صادق صاحب ننگلی ابن مکرم وریام دین صاحب ننگلی ہمارے قادیان کے درویش تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جب درویشی کی تحریک کی تو آپ ابھی چھوٹے تھے لیکن آپ نے اس تحریک پر بڑے اخلاص سے لبیک کہا اور آخر دَم تک پوری وفا کے ساتھ اس عہد کو نبھایا۔ آپ مرکزی دفاتر میں خدمت بجالاتے رہے۔ علاوہ ازیں قادیان میں جماعت کی بہت سی ایسی زمینیں جو غیر ہموار تھیں انہیں ہموار کرنے کی بھی توفیق پائی۔ آپ ایک ہمدرد ذہین اور مخلص کارکن تھے۔ آپ کو خدمت خلق کا بہت شوق تھا۔ دودھ سبزیاں، پھل اور اناج وغیرہ چونکہ گھر کا ہوتا تھا اس لئے آپ مختلف گھروں میں بلا معاوضہ کچھ نہ کچھ روزانہ بھجوایا کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ قادیان پر آنے والے مہمانوں کا بھی بہت خیال رکھتے تھے اور ان کے آرام اور کھانے پینے پر اپنی طاقت سے بڑھ کر خرچ کرتے تھے۔ انتہائی ملنسار، غریب پرور، صابر شاکر اور صوم وصلوٰۃ کے پابند مخلص انسان تھے۔ اولاد کی بہترین رنگ میں تربیت فرمائی۔ موصی تھے۔ ان کے پسماندگان میں چار بیٹے ان کی یادگار ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ڈاکٹر محمد عارف صاحب جو افسر جلسہ سالانہ اور ناظر مال خرچ قادیان تھے جو گزشتہ سال وفات پاگئے تھے۔

مکرم محمد صادق صاحب کے بارہ میں حضور انور نے جو یہ فرمایا کہ ’آپ ایک ہمدرد ذہین اور مخلص کارکن تھے‘۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ قادیان میں ایک کارخانہ ’میک ورکس‘ کے نام سے تھا جس میں سمت معلوم کرنے کے لئے بحری جہازوں میں استعمال ہونے والے کمپاس تیار ہوتے تھے۔ کمپاس میں ایک پرزہ جیول (Jewl) لگتا تھا جو جرمنی سے بن کر آتا تھا۔ آپ نے کم عمری میں ہی یہ پرزہ خود تیار کرلیا جو جرمنی بھجوایا گیا اور ہر لحاظ سے فِٹ پایا گیا۔ جرمنی کے انجینئرز آپ کو ملنے قادیان آئے اور اس خوشی میں آپ کی اُجرت بھی دوگنی کردی گئی۔

آپ کے بیٹے مکرم ڈاکٹر محمد عارف صاحب کی وفات پر حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں ذکر خیر فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد عارف صاحب واقف زندگی خود بھی درویش تھے۔ 13 جون 2010ء کو 53 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ 30 سال تک مختلف جماعتی عہدوں پر احسن رنگ میں خدمت انجام دیتے رہے۔ 1995ء میں ناظر مال خرچ قادیان مقرر ہوئے اور تا وفات اسی عہدے پر فائز رہے۔ اس کے علاوہ آٹھ سال تک ناظر تعلیم کی حیثیت سے بھی خدمت بجالاتے رہے۔

باقی صفحہ نمبر8 پر ملاحظہ فرمائیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 28 اپریل 2012ء میں مکرم مبارک صدیقی صاحب کی ایک خوبصورت نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

مسافر بھول نہ جانا سفر دشوار ہوتے ہیں
گلابوں کی طرف رستے بڑے پُرخار ہوتے ہیں
ہزاروں سانحے بیٹھے پسِ دیوار ہوتے ہیں

مسافر بھول نہ جانا دعا زادِ سفر رکھنا
بھلے پاؤں میں چھالے ہوں ستاروں پر نظر رکھنا

مسافر یہ بھی ممکن ہے کوئی دل ہی دُکھا جائے
جسے مرہم لگایا ہو وہی دامن جلا جائے
جو برسوں میں بنایا ہو وہ لمحوں میں گرا جائے

مسافر بھول نہ جانا ہمیں تو مسکرانا ہے
انہیں تیرِ ستم، ہم نے جگر کو آزمانا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
February 2, 2018 – February 8, 2018

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday February 2, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Maryam, verses 23-99.
00:40	Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 35.
01:30	Huzoor's Tour Of New Zealand 2013
02:20	In His Own Words
03:00	Spanish Service
03:30	Pushto Muzakarah
04:10	Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on March 12, 1996.
05:20	Seekers Of Treasure
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 156-164.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 44.
07:00	Beacon Of Truth: Recorded on October 30, 2016.
08:00	Signs Of The Latter Days
09:00	Huzoor's Address At National Waqifat-e-Nau Ijtema UK: Recorded on February 28, 2015.
10:00	In His Own Words
10:40	Noor-e-Mustafwi
11:00	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:30	Masjid-e-Aqsa Rabwah
12:00	Tilawat [R]
12:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
14:30	Shotter Shondhane
15:35	Signs Of The Latter Days [R]
16:30	Friday Sermon [R]
17:45	Noor-e-Mustafwi [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Live Arabic Service: Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:35	The History Of MTA In Mauritius
21:00	In His Own Words [R]
21:30	Signs Of The Latter Days [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	Noor-e-Mustafwi [R]

Saturday February 3, 2018

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:45	The Concept Of Bai'at
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Huzoor's Address At National Waqifat-e-Nau Ijtema UK 2015
02:30	In His Own Words
03:05	Beacon Of Truth
04:00	Friday Sermon
05:15	Noor-e-Mustafwi
05:30	Deeni-o-Fiqahi Masail
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 165-173.
06:15	Dars-e-Hadith
06:40	Al-Tarteel: Lesson no. 14.
07:10	Taqareer
07:30	Open Forum
08:00	International Jama'at News
08:50	Friday Sermon: Recorded on February 2, 2018.
10:00	In His Own Words
10:40	Dua-e-Mustaja'ab
11:10	Indonesian Service
12:10	Tilawat [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Shotter Shondhane
15:20	Khazain-ul-Mahdi
16:10	Live Rah-e-Huda
17:35	History Of Cordoba
18:00	Live Arabic Service: Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:15	World News
20:35	Huzoor's Jalsa Salana Address Qadian: Recorded on December 28, 2011.
21:35	International Jama'at News [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	Khazain-ul-Mahdi [R]

Sunday February 4, 2018

00:15	World News
00:30	Tilawat
00:50	Dars-e-Hadith
01:20	Al-Tarteel
01:50	Huzoor's Jalsa Salana Address Qadian 2011
02:50	In His Own Words
03:30	Taqareer
03:45	Open Forum
04:15	Friday Sermon
05:30	Khazain-ul-Mahdi
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 174-183.
06:15	Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
06:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 44.
07:10	Rah-e-Huda: Recorded on February 3, 2018.
08:45	The Review Of Religions
09:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on December 1, 2013.
10:20	Homeopathy And Its Miracles
10:50	Indonesian Service
11:50	Tilawat [R]
12:05	Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
12:25	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on February 2, 2018.
14:10	Shotter Shondhane
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
16:20	Seerat Sahaba Rasool
17:15	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	Story Time
19:00	Live Beacon Of Truth
20:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:45	Seerat Sahaba Rasool [R]
22:40	Friday Sermon [R]
23:50	The Review Of Religions [R]

Monday February 5, 2018

00:20	World News
00:35	Tilawat
00:50	Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
01:10	Yassarnal Qur'an
01:45	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:50	Seerat Sahaba Rasool
03:45	Friday Sermon
05:00	Husn-e-Biyan
05:35	The Review Of Religions
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 184-191.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 14.
07:00	Rencontre Avec Les Francophones: Session no. 16. Recorded on December 23, 1997.
08:05	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:30	MTA Travel
09:00	Huzoor's Address At National Waqfeen-e-Nau Ijtema UK: Recorded on March 1, 2015.
10:00	In His Own Words
10:30	Kids Time
11:00	Friday Sermon: Recorded on August 25, 2017.
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon [R]
14:00	Shotter Shondhane
15:05	Huzoor's Address At National Waqfeen-e-Nau Ijtema UK 2015 [R]
16:00	In His Own Words [R]
16:35	International Jama'at News
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Somali Service
19:10	MTA Travel [R]
19:40	The Review Of Religions
20:05	Huzoor's Address At National Waqfeen-e-Nau Ijtema UK 2015 [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:35	Signs Of The Latter Days
22:40	Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]

Tuesday February 6, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:25	Huzoor's Address At National Waqfeen-e-Nau Ijtema UK 2015
02:25	In His Own Words
03:00	International Jama'at News
04:00	Rencontre Avec Les Francophones
05:05	Kasre Saleeb
05:30	MTA Travel
06:00	Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 192-201.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 45.
07:00	Liqa Ma'al Arab: Session no. 188.
08:00	Story Time
08:20	Art Class
08:50	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on December 1, 2013.
09:55	In His Own Words
10:30	Khazeena-e-Urdu
11:05	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:20	Dars-e-Hadith [R]
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on February 2, 2018.
14:00	Shotter Shondhane
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
16:05	Face2Face: Recorded on December 31, 2017.
17:05	Holy Qur'an Seminar
18:00	World News
18:20	Rah-e-Huda: Recorded on February 3, 2018.
20:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:30	Holy Qur'an Seminar [R]
22:30	Liqa Ma'al Arab [R]
23:40	Khazeena-e-Urdu [R]

Wednesday February 7, 2018

00:15	World News
00:35	Tilawat
00:50	Yassarnal Qur'an
01:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:15	Seerat-e-Ahmad
02:40	Face2Face
03:45	Liqa Ma'al Arab
05:00	Holy Qur'an Seminar
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 14.
07:00	Question And Answer Session: Recorded on June 15, 1996.
08:10	Pakistan National Assembly 1974
09:00	Huzoor's Jalsa Salana Address Bangladesh: Recorded on February 5, 2012.
10:00	In His Own Words
10:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on February 2, 2018.
14:00	Shotter Shondhane: Recorded on January 28, 2018.
15:00	Huzoor's Jalsa Salana Address Bangladesh [R]
15:50	InfoMate
16:20	Mosha'airah
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	French Service: Horizon d'Islam
19:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
20:00	Huzoor's Jalsa Salana Address Bangladesh [R]
20:45	In His Own Words [R]
21:20	Mosha'airah [R]
22:30	Question And Answer Session [R]
23:35	The History Of MTA In Mauritius

Thursday February 8, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
01:00	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Jalsa Salana Address Bangladesh
02:20	In His Own Words
03:00	Pakistan National Assembly 1974
03:45	Question And Answer Session
04:50	Mosha'airah
06:05	Tilawat: Surah Al-Hajj, verses 1-38.
06:20	Dars-e-Tehreerat
06:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 73.
07:00	Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on December 7, 1995.
08:05	Shama'il-e-Nabwi
08:40	The Prophecy Of Khilafat
09:00	Huzoor's Jalsa Salana Address Germany: Recorded on August 27, 2017.
10:05	In His Own Words
10:35	Safar-e-Hajj
11:15	Japanese Service
11:35	History Of Cordoba
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Tehreerat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 25, 2017.
14:00	Beacon Of Truth
15:00	Huzoor's Jalsa Salana Address Germany 2017 [R]
16:05	In His Own Words
16:35	Persian Service
17:05	Roots To Branches
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Pakistan In Perspective
19:30	Shama'il-e-Nabwi [R]
20:05	Friday Sermon [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:30	Safar-e-Hajj [R]
22:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:30	Roots To Branches [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 02 February 2018 | Issue No. 05

واقفہ نو کی شادی اور اس کے بعد کی زندگی کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نصائح

(عاطفہ احمد)

رشتہ تلاش کرنے کے متعلق نصیحت۔۔۔

''جب بھی رشتہ ہو تو جس طرح مرد کو حکم ہے کہ ایک ایسی لڑکی تلاش کرو جو دیندار ہو۔ اِسی طرح لڑکیوں کو بھی دینداری دیکھنی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے فرمایا ہے کہ نہ دنیا دیکھو، نہ دولت دیکھو، نہ خاندان دیکھو، نہ خوبصورتی دیکھو۔ بلکہ دینداری دیکھو۔ اور اگر خاوند وقفِ نو ہو اور دیندار بھی ہو تو آپ کو دین کی خدمت کرنے سے نہیں روکے گا۔'' (کلاس واقفاتِ نو کینیڈا۔ 20 مئی 2013ء۔ مریم۔ اکتوبر تا دسمبر 2013ء)

ایک سوال پر کہ شادی کے لئے استخارہ کس کو کرنا چاہئے، حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''لڑکی کو خود کرنا چاہئے۔ حضرت اماں جان فرمایا کرتی تھیں کہ جب لڑکیاں چھ سات سال کی ہو جائیں تو اپنے نیک نصیب کے لئے دعا کرنی شروع کر دیں۔ تو ہر لڑکی کو اپنے نیک نصیب کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ جب بھی ایسا وقت آئے جب ان کا رشتہ آئے تو جو بہتر ہو وہ ہو۔ یہ نہیں کہ فلاں کے پاس پیسے ہیں، فلاں کے پاس عہدہ ہے، فلاں کے پاس ملازمت ہے، فلاں خاندان اچھا ہے تو میں نے رشتہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، غیب کا علم اس کو ہے وہ جس کے لئے جو بہتر سمجھتا ہے اس کے مطابق کرو۔ باقی چھوٹی چھوٹی باتیں تو رشتوں کے بعد بھی ہو جاتی ہیں۔ پھر ان کو Ignore بھی کرنا چاہئے۔ پھر یہ ہے کہ غیر متعلقہ لوگ جو ہیں جن کا کوئی براہ راست تعلق نہیں ہوتا اس سے بھی استخارہ کروا لینا چاہئے۔ ان کو بھی بعض دفعہ کوئی خواب آجاتی ہے یا کوئی نہ کوئی پیغام مل جاتا ہے۔'' (کلاس واقفاتِ نو جرمنی 27 مئی 2012۔ الفضل انٹرنیشنل 20 جولائی 2012)

واقفاتِ نو کو نکاح کے موقع پر نصائح۔۔۔

''اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقفِ زندگی کی فوج میں لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ ان کی بھی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ اپنے ذاتی خواہشات کو پسِ پشت ڈال کر، پیچھے رکھ کر، صرف اور صرف ایک خواہش ہونی چاہئے کہ ہم نے زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزارنی ہے اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنا ہے اور کبھی کسی کے لئے اپنے نمونہ سے ٹھوکر کا باعث نہیں بننا۔'' (خطبہ نکاح 12 نومبر 2014۔ الفضل انٹرنیشنل 27 جنوری 2017)

''ایک واقفِ زندگی، واقف نِو کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ چاہے اس کے گھریلو معاملات ہوں یا بیرونی معاشرتی تعلقات، ان سب میں اس کو ایک نمونہ ہونا چاہئے۔ خاص طور پر اگر آپ گھریلو معاملات میں، میاں بیوی کے تعلقات میں ایک دوسرے کے جذبات کا احساس رکھیں گے تو زندگی بہت خوبصورتی سے گزرے گی، بڑی آسانی سے گزرے گی، بڑے امن میں گزرے گی۔ اور پھر آئندہ نسلیں بھی اپنے والدین کے ان نمونے پر چلتے ہوئے اس زندگی کو اختیار کرنے کی طرف توجہ دیں گی جو اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے لئے اختیار کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔'' (خطبہ نکاح۔ 09/ اگست 2014۔ الفضل انٹرنیشنل 04 نومبر 2016)

''... دونوں واقف نو ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ یہ وقف نبھائیں۔ صرف یہ نہ ہو کہ وقف کا ٹائٹل لگ گیا تو اسی پر خوش ہو جائیں۔ ان کو چاہئے کہ اپنے آپ کو مکمل طور پر خدمتِ دین کے لئے پیش بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔'' (خطبہ نکاح۔ 4 اکتوبر 2014۔ الفضل انٹرنیشنل 25 نومبر 2016)

''زیادہ سے زیادہ قناعت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ قناعت ایک ایسی جیز ہے جو کہ گھروں میں پیدا ہو جائے تو بہت سارے مسائل گھروں کے سلجھ جاتے ہیں۔ عورتوں کی طرف سے بھی خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اپنے خاوند کی جتنی آمد ہے، اس کے مطابق اپنے پاؤں پھیلائیں، چادر کو ہمیشہ دیکھیں۔ نہ کہ غیر ضروری Demands ہوں۔'' (خطبہ نکاح۔ 10 اگست 2015۔ الفضل انٹرنیشنل 14 جولائی 2017)

مربیان یا وقفِ زندگی سے بیاہی جانے والی واقفاتِ نو کو نصائح۔۔۔

''پس یہ سوچ واقفین زندگی سے، مربیان سے شادی اور نکاح کرنے والوں کی ہونی چاہئے کہ یہ نہ سمجھیں کہ ان کی بیٹی کی ساری خواہشات پوری کی جائیں گی۔ محدود وسائل میں اور مختلف جگہوں پر رہتے ہوئے، جہاں بھی مربی یا واقف زندگی تعینات ہوتا ہے اس کو اسکے ساتھ ان سختیوں سے بھی گزرنا پڑے گا۔'' (خطبہ نکاح۔ 16 جون 2014۔ الفضل انٹرنیشنل 21 اکتوبر 2016)

''جس لڑکی نے مربی سلسلہ سے شادی کرنے کی حامی بھری ہو اس کی بھی یہ ذمہ داری ہے اور خاص طور پر واقفۂ نو ہے تو پھر اور بھی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ جہاں بھی میدانِ عمل میں مربی کو بھیجا جائے جو کام بھی اس کے سپرد کئے جائیں، جیسے حالات میں بھی رکھا جائے اس نے رہنا ہے اور کسی قسم کا اعتراض تو ایک جگہ رہا، ماتھے پر بل بھی نہیں آنا چاہئے۔'' (خطبہ نکاح۔ 10 مئی 2014۔ الفضل انٹرنیشنل 07 اکتوبر 2016)

واقفاتِ نو کے اجتماع کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نصائح۔۔۔

''آپ میں سے بڑی تو بعض شادی شدہ ہیں بچوں والی بھی ہیں۔ ایسا نمونہ دکھائیں کہ نہ صرف اِس زمانہ کے لوگ ہی بلکہ آئندہ آنے والے بھی آپ کے لئے دعائیں مانگیں۔۔۔ آپ کی تمام زندگی، آپ کے لفاظ، آپ کے طَور واطوار اِس چیز کا مظہر ہونے چاہئیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو چیز پر ترجیح دی اور آپ کو کسی انعام کی طلب نہیں، خدمات دینیہ کا ولولہ محض خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ پھر آپ حقیقی واقفات نو بن جائیں گی۔ صرف نام کی نہیں بلکہ حقیقت میں، اور آپ نے اپنا عہد پورا کر دیا ہوگا۔'' (یکم مئی 2011۔ واقفاتِ نو اجتماع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب)

''آپ کی ازدواجی زندگی میں سچائی کا اظہار نہایت ضروری ہے۔ یقیناً شادی کے بعد اپنے خاوند اور سسرال کے ساتھ تعلق میں سچائی میں معمولی کمی بھی نہیں آنی چاہئے۔'' (خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع سالانہ اجتماع واقفات نو۔ 5 مئی 2012۔ مریم۔ اپریل تا جون 2013)

شادی کے بعد کے لئے مختلف نصائح۔۔۔

''اگر رشتہ ہو گیا ہے تو پھر چھوٹی چھوٹی باتیں برداشت کریں۔ مسائل برداشت کریں، مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر کوئی بڑا معاملہ ہے، کوئی شرعی مسٔلہ ہے، غیر اخلاقی حرکات ہیں تو پھر علیحدگی ہوتی ہے تو ٹھیک ہے۔ . . واقف زندگی کو خوراک کی تنگیاں بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ بیوی کو بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ تم واقف زندگی سے بیاہی جاؤ اور پھر یہ تنگیاں اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں تو شور نہیں ڈالنا۔ خدا تعالیٰ نے کبھی تنگی میں نہیں رکھا۔ کوئی چیز ختم ہو تو اس کا خود انتظام ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انتظام کرتا ہے۔'' (کلاس واقفاتِ نو۔ ہیمبرگ، جرمنی اکتوبر 2011۔ مریم۔ اپریل تا جون 2012)

ایک بچی کے سوال پر کہ واقفاتِ نو شادی کے بعد اپنی زندگی کیسے گزاریں، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''پہلے تو یہ ہے کہ اپنے اماں ابا کو کہو اور خود بھی کوشش کرو کہ ایسے لڑکے سے شادی کرو جو نیک ہو، دیندار ہو، نمازیں پڑھنے والا ہو تا کہ وقفِ نو کے کام کو پورا کرنے میں روک نہ ڈالے۔ دوسرا یہ کہ جب شادی ہو جاتی ہے تو مختلف طبیعتیں ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ ایڈ جسٹ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے یاد رکھو کہ کوئی کامل نہیں ہوتا۔ ہر ایک میں چھوٹی چھوٹی کمیاں، برائیاں، خامیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے اگر کوئی خاوند کوئی بیوی دوسرے کی برائی دیکھے تو اپنی آنکھ بند کر لے۔ بولنے کی جہاں ضرورت پڑے اور تبصرہ کرنا ہو تو زبان بند کر لو۔ اگر تمہارے پاس آکر ایک دوسرے کی برائی سنانا چاہے تو کان بند کر لو۔ اگر اچھی چیز دیکھو تو منہ سے تعریف کرو۔ اچھی بات ضرور سنو، دیکھو۔ بس یہ تین برائیوں سے منہ پھیر لو اور تین اچھائیاں کر لو تو زندگی آسان ہو جاتی ہے۔'' (کلاس واقفاتِ نو کینیڈا۔ 14 اکتوبر 2016۔ الفضل انٹرنیشنل 9 دسمبر 2016)

. . . .

اگر ایک واقفہ نو اپنی پڑھائی مکمل نہیں کر پاتی اور شادی ہو جاتی ہے اور بچوں کی پیدائش کے بعد گھر کے کاموں میں لگ جاتی ہے تو وہ کس طرح خدمت کرے گی، اپنا وقف نبھائے گی؟

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''وہ نمازیں پڑھے۔ دعائیں کرے اور اپنے بچوں کی اعلیٰ تربیت کرے تو اس کے وقف کا یہی معیار ہوگا۔ . . نیک بچے بنادو، دین کے خادم بچے بنادو، تربیت کر کے ایسے بچے بنادو جو دین سے جُڑے رہنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے ہوں، قرآن کریم پڑھنے والے ہوں، دین کا علم جاننے والے ہوں تو یہی تمہارا وقف ہے۔ اکثر 90 فیصد واقفات نو لڑکیوں کا یہی کام ہے کہ اپنے گھروں کی تربیت کریں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک عورت اپنے گھر کی نگران ہوتی ہے اور یہ ایک عام مسلمان عورت کے لئے ہے لیکن جو واقفات نَو ہیں ان پر تو گھر کی نگرانی کی زیادہ ذمہ داری ہے۔'' (کلاس سڈنی، آسٹریلیا۔ 17 اکتوبر 2013۔ مریم رسالہ جنوری۔ مارچ 2014)

''اگر پڑھائی کر رہی ہو اور شادی جلد ہو جاتی ہے تو شادی سے قبل پڑھائی کے لئے شرط رکھو کہ شادی کے بعد پڑھائی جاری رکھنی ہے اور تعلیم مکمل کرنی ہے۔ باقاعدہ خاوند سے طے کرو اور تحریر کرو۔ دوسرے اگر پڑھائی کے ساتھ ساتھ گھر کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں تو مختلف وقتوں میں کورس آفر ہوتے ہیں۔ لوگ اپنی سہولت کے مطابق کورس لے لیتے ہیں۔ اس طرح خاوند اور بچوں کے حق بھی ادا کر سکتی ہو۔'' (کلاس واقفاتِ نو۔ ہیمبرگ، جرمنی اکتوبر 2011۔ مریم۔ اپریل تا جون 2012)

اگر ہماری شادی ایسے لڑکے سے ہو جاتی ہے جو وقف نہیں ہے تو ہم کس طرح اپنا وقف قائم رکھ سکتی ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''جس ماحول میں ہو وہاں خدمت کر سکتی ہو۔ لجنہ کے ذریعے سے خدمت کی جا سکتی ہے۔ پھر تبلیغ کی خدمت ہے۔ اگر تم Linguist ہو تو جماعتی لٹریچر کے ترجمہ کی خدمت کر سکتی ہو۔ اگر ڈاکٹر ہو تو اپنے خاوند کو کہہ سکتی ہو کہ کچھ عرصہ کے لئے وقف کر دیں۔ جس طرح بعض لڑکیاں وقف ہیں اُن کے خاوند بھی اُن کے ساتھ چلے گئے اور دونوں کام کر رہے ہیں۔ اگر جماعت 24 گھنٹے کے لئے کہے تو پوری طرح وقف کر کے Main stream جماعت کے وقف سسٹم ہے اُس میں آجاؤ پھر جماعت کوئی نہ کوئی حل نکال لے گی۔ اور اگر یہ نہیں ہے تو جس جگہ تم بیٹھے ہو، اُسی جگہ خدمت کرتے رہو۔ تبلیغ سے تو کسی نے نہیں روکا اور نہ ہی دعائیں کرنے سے۔ ہاتھ سے کام کرنے سے، لٹریچر کا ترجمہ کرنے سے تو کسی نے نہیں روکا ہے۔ اور نہ لجنہ کے کام کرنے سے روکا ہے۔ عبادت کرنے سے نمازیں پڑھنے سے کسی نے نہیں روکا۔ یہ سب کام تو آپ کر سکتی ہیں۔'' (کلاس واقفاتِ نو کینیڈا۔ 20 مئی 2013۔ مریم۔ اکتوبر تا دسمبر 2013)

تربیت اولاد کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

''اپنا نمونہ ایسا بنائیں کہ بچے اسے دیکھ کر عمل کریں اور نمونہ پکڑیں۔ نمازوں میں پابندی آپ میں ہو۔ قرآن کریم کی تلاوت آپ باقاعدہ کرنے والے ہوں، ماں اور باپ دونوں تلاوت کرنے والے ہوں، صرف نیکی کرنے کی تلقین نہ ہو بلکہ خود نیکیوں کی طرف ماں اور باپ کی بھی توجہ ہو۔ سچ بولنے کی طرف رجحان ماں باپ کا ہو۔ غلط بات کو برداشت نہ کریں۔ بچے کو یہ پتہ ہو کہ میرے ماں باپ خود بھی سچ بولتے ہیں اور سچ کو پسند کرتے ہیں تو آپ کا اپنا عمل ہے جو بچوں کو نیک بنائے گا۔'' (کلاس سڈنی، آسٹریلیا۔ 17 اکتوبر 2013۔ مریم رسالہ جنوری۔ مارچ 2014)

(بشکریہ رسالہ مریم اکتوبر تا دسمبر 2017)